دسمبر
2023ء

یا اللہ!
فلسطین کے
مسلمانوں کی مدد فرما
آمین

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ (القرآن:54)

ماھنامہ

# حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

ضمیمہ خصوصی
انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ
کے پچیس 25 سال
1998ء تا 2023ء

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 17 | وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ (القران) | جمادی الاول : 1445ھ
شمارہ : 12 | اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر) | دسمبر : 2023ء

ISSN : 2305-6231

ماہنامہ

# حِکمتِ بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

**مشاورت**
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبد اللہ ابراہیم

**مدیر معاون و نگران طباعت:** مفتی عطاء الرحمٰن

**انتظامی امور:** ملک نذر حسین

**قانونی مشاورت**
- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِ تعاون : اندرونِ ملک 700 روپے | معمول کا شمارہ : 70 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

اس شمارے کی قیمت : 120 روپے

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر
پاکستان پوسٹ کوڈ 35200
047-7630861-0336-6778561

انجینئر مختار فاروقی
طابع : محمد فیاض، مطبع : سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

# مشمولات


| | | | |
|---|---|---|---|
| 1 | قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات | | 3 |
| 2 | بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات | | 6 |
| 3 | حرفِ آرزو | انجینئر عبداللہ اسماعیل | 7 |
| 4 | قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح | انجینئر مختار فاروقیؒ | 9 |
| 5 | فلسطین ـــــ ماضی و حال | محمد فہیم خان | 14 |
| 6 | اقوام متحدہ کا شرمناک کردار............ اوآئی سی اور عالم اسلام کے بے حس حکمران | محمد منظور انور | 21 |
| 7 | یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ ﷺ است | عبداللہ ابراہیم | 25 |
| 8 | ضمیمہ خصوصی انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ کے پچیس سال (1998ء تا 2023ء) | | 31 |


ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کردیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا (ادارہ)

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

# قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات

| | | |
|---|---|---|
| (02) | اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ | آیات |
| سورة البقرة | بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ | 255-254 |

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا

اے ایمان والو!

O the believers!

اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰكُمۡ

جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرلو

Spend from what We have blessed you with.

مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ

اس دن کے آنے سے پہلے پہلے

Before there comes a day,

لَّا بَيۡعٌ فِيۡهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ

جس میں نہ کوئی سودا ہوگا اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی سفارش

When there will neither be a bargain , Nor would there be a friendship and so would there be no intercession.

وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾

اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں

And it is the disbelievers, who are unjust .

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اللہ (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

Allah!! There is no one worthy of worship, other than Him.

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

زندہ ہے سب کو تھامنے والا

The Living, The Sustainer!

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ

اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند

Neither a slumber nor does sleep overtake Him.

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے

Everything in heavens and the earth

belongs to Him only.

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے

Is there anyone: who can intercede with Him,

Except with His permission?

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے

He knows: what is in front of them;

And even what is: behind them.

وَلَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ

اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے

While they encompass nothing of His knowledge,

اِلَّا بِمَا شَآءَ

ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے)

Except of what He wants (them to know).

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے

His throne covers all the heavens and the earth.

وَ لَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا

اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں

And their preservation does not cause

him any fatigue.

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿٢٥٥﴾

وہ بڑا عالی مرتبہ (اور) جلیل القدر ہے

And He is: the Sublime, the Tremendous.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَسَنَامُ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَفِيهِ آيَةٌ سَيِّدَةُ آيِ الْقُرْآنِ آيَةُ الْكُرْسِيِّ لَا تُقْرَأُ فِي بَيْتٍ وَفِيهِ شَيْطَانٌ اِلَّا خَرَجَ

''بے شک ہر چیز کی ایک بلندی ہوتی ہے اور قرآن کی بلندی سورۃ بقرہ ہے اور اس میں ایک آیت قرآن کی تمام آیتوں کی سردار ہے یعنی آیت الکرسی۔ یہ جس گھر میں پڑھی جائے وہاں شیطان ہو تو وہ نکل جاتا ہے''۔ (الحدیث)

# قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

## عَنْ أَبِی شُرَیْحٍ الْخُزَاعِیِّ قَالَ:

حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

## خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

## أَلَیْسَ تَشْھَدُونَ أَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَأَنِّی رَسُولُ اللّٰہِ؟

کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

## قُلْنَا: نَعَمْ أَوْ بَلٰی

ہم نے عرض کیا: جی ہاں (ہم اس کی گواہی دیتے ہیں)

## قَالَ: فَاِنَّ ھٰذَا الْقُرْآنَ سَبَبٌ

پھر آپ نے فرمایا: بے شک یہ قرآن ایک رسّی (کی طرح) ہے

## طَرَفُہٗ بِیَدِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَطَرَفُہٗ بِأَیْدِیکُمْ

جس کا ایک کنارہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھ میں ہے،

## فَتَمَسَّکُوا بِہٖ

سو تم اس کو مضبوطی سے پکڑ لو

## فَاِنَّکُمْ لَنْ تَضِلُّوا وَلَنْ تَھْلِکُوا بَعْدَہٗ أَبَدًا

کیونکہ اس کے بعد تم نہ کبھی گمراہ ہوگے اور نہ ہلاک ہوگے

؎ زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

# مشرق سے قافلے کیسے نکلیں گے؟

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

یہ زمانہ قربِ قیامت کا ہے اور قیامت کی نشانیوں کا ظہور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ انہی نشانیوں میں ایک بڑی نشانی **المَلحَمة العظمٰی** بھی ہے یعنی ایک بہت بڑی جنگ ___ جس میں ایک فریق مسلمان ہوں گے، مسلمانوں کی قیادت حضرت مہدی کے ہاتھوں میں ہوگی جو کہ عرب کے علاقے میں ہوں گے ___ ہاں ___ ان کی مدد کے لیے قافلے مشرق سے روانہ ہوں گے، وہ قافلے ان کی حکومت کو مضبوط کریں گے۔

اہل علم و اہل نظر کی اکثریت کے اندازے کے مطابق دنیا اب اسی دور سے گزر رہی ہے۔ حضرت مہدی کا ظہور قریب ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان کی مدد کے لیے مشرق سے قافلوں کا نکلنا کیوں کر ممکن ہے؟

حضرت مہدی کا ظہور کہا جا سکتا ہے کہ ___ مستقبل قریب کی بات ہے مگر زمانہ حال میں فلسطین کے مسلمانوں پر جو بیت رہی ہے ___ آج کی مسلم دنیا کا مشرق ان کے لیے کیا کر سکا ہے سوائے سلامتی کونسل سے اپیلوں کے؟ ___ مشرقِ وسطیٰ سے تو پہلے بھی کوئی امید نہ تھی۔ مگر مشرق کا ذکر تو احادیث میں ہے:

**يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِيِّ يَعْنِي سُلْطَانَهُ** (سنن ابن ماجہ)

"مشرق سے لوگ نکلیں گے جو حضرت مہدی کی مدد یعنی ان کی حکومت کے تمکّن کے

لیے زمین کو روندتے ہوئے بڑھتے چلے جائیں گے۔‘‘

غور طلب بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو یوں گاجر مولی کی طرح کٹتا دیکھ کر، عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو شہید ہوتا دیکھ کر اور قبلہ اول کو یہودیوں کے ہاتھوں پامال ہوتا دیکھ کر بھی اگر مشرق سے قافلے نکلنے کو تیار نہیں تو ــــــ اس کا ایک آسان مطلب یہ بھی ہے کہ مشرق میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے ان حالات میں اگر حضرت مہدی تشریف بھی لے آئیں تو مشرق سے کوئی قافلہ ان کی مدد کو نہ پہنچے گا۔ جبکہ حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام تو قافلوں کے نکلنے کی خبر دے رہی ہے۔

واحد ممکنہ صورت یہی ہے ـ واللہ اعلم ـ کہ مشرق میں کہیں دین نافذ ہو، اسلامی حکومت قائم ہو اور پھر اس کی سرپرستی میں قافلے نکلیں۔

موجودہ حالات میں ــــــ نعروں اور جذباتی تقریروں سے ہٹ کر ــــــ فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لیے دعا اور کچھ کپڑے، ادویات کی امداد کے علاوہ کچھ ممکن نظر نہیں آتا۔ دنیا کے مظلوم مسلمانوں کی مدد اور اس سے بڑھ کر حضرت مہدی کی مدد کے لیے ضروری ہے کہ مسلم دنیا کے مشرق کے مسلمان عالم اسلام کے مشرقی علاقے میں دین کے غلبے کی بھرپور جدوجہد کریں۔ عوامی سطح پر آج کے حالات میں فلسطینی مسلمانوں کی فوجی امداد تو ممکن معلوم نہیں ہوتی ــــــ ہاں ــــــ اپنے اپنے علاقوں میں دین کے غلبے کی بھرپور جدوجہد ممکن ہے۔ احادیث بھی اسی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ مشرق میں دین کا غلبہ ہوگا تو ہی عسکری قافلوں کا نکلنا ممکن ہوگا۔

تو آیئے ــــــ ہم مسلمانان پاکستان (جو کہ عالم اسلام کے مشرق میں موجود ہیں) آگے بڑھ کر اپنے اس مملکت خداداد میں ــــــ جو کہ بنا ہی اسلام کے نام پر تھا ــــــ اسلام کو قائم کرنے کی کوشش کریں تاکہ پوری دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں پر ظلم ہو تو ظالموں کو بھرپور جواب دیا جا سکے بلکہ پوری دنیا پر ایسی ہیبت ہو کہ کسی ظالم کو کسی مسلمان کی طرف غلط نگاہ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دنیا و آخرت میں کامیابی کے راستے کا صحیح شعور عطا فرمائے اور ــــــ اس راستے پر بھرپور انداز سے چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

# دورۂ ترجمۃ القرآن

## قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

## سُورَۃُ البَقَرَۃ

آیات 282 تا 283

یہ سورۂ بقرہ کا اُنتالیسواں رکوع ہے جو مالی معاملات سے متعلق ہدایات پر مشتمل ہے۔

مالی معاملات خاص طور پر جب ادھار لین دین ہوتا ہے، کوئی بیع سلم کا معاملہ ہے، کوئی ادھار کا سودا ہے یا کسی کو رقم ادھار دی ہے یہ سارے مالی معاملات کہلاتے ہیں ان کے بارے میں اس رکوع میں تفصیل کے ساتھ یہ حکم آیا ہے کہ ایسے معاملات کو لکھ لیا کرو۔ اگر مالی معاملہ صرف زبانی ہو تو بعد میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ معاملہ کرتے وقت ہمارا رویہ ہوتا ہے کہ یہ تو دوست ہے، رشتہ دار ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ آدمی اسی کو پیسہ ادھار بھی اور کاروبار کے لیے بھی دیتا ہے جو جاننے والا ہو، معاملے کے وقت مروّت میں لکھواتے نہیں ہیں کہ بھئی یہ دوست ہے کیا کہے گا کہ اعتبار نہیں کر رہے اور زبانی کلامی معاہدہ ہو جاتا ہے، بعد میں اور غلط فہمیاں ہوتی ہیں، ایک کہتا ہے کہ میں نے تو یہ طے کیا تھا دوسرا کہتا ہے میں نے تو یہ سمجھا تھا۔ پھر مقدمے، لڑائیاں اور عدالتوں کی پیشیاں ہیں اور وہ دوستیاں ساری ختم اور معاملات سارے خراب۔ قرآن مجید کہہ رہا ہے کہ ادھار معاملے کو لکھ لیا کرو تاکہ غلط فہمی کی گنجائش ہی نہ رہے۔ غلط فہمی تو ایک طرف، جس آدمی نے قرض دیا ہے یا جس نے لیا ہے ان میں سے کسی کی وفات بھی ہو سکتی ہے۔ جب لکھی ہوئی ایک تحریر موجود ہوگی تو بعد میں ان کے ورثاء ایک دوسرے سے معاملہ آسانی سے کر سکیں گے اور اگر لکھا ہوا نہیں ہے اور

ایک فریق وفات پا گیا تو معاملہ گڑ بڑ ہو گیا اب سوائے لڑائی کے اور کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ یہ آیت قرآن مجید کی طویل ترین آیت ہے اس کو 'آیتِ دَین' اور 'آیت مداینہ' بھی کہتے ہیں۔

**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى** اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے کے ساتھ ادھار کا معاملہ کرو کسی معین مدت تک

**فَاكْتُبُوْهُ** تو اس کو لکھ لیا کرو

یعنی رقم ادھار لو، یا کوئی لین دین کا معاملہ ادھار میں کرو، یا کاروبار کے لیے پیسہ لیا ہے، شراکت داری کی بنیاد پر کاروبار کر رہے ہو تب بھی اس کا لکھنا ضروری ہے یا کوئی خرید وفروخت کر رہے ہو کہ میں پیسے ابھی دے رہا ہوں چیز مجھے بعد میں دے دینا، یا چیز مجھ سے ابھی لے لو اور پیسے چھ مہینے کے بعد دے دینا اس کی بھی لکھت پڑھت ہو جانی چاہیے۔ جب ادھار کا معاملہ کرو اس میں ایک تو مدت مقرر ہونی چاہیے کہ ادائیگی کب کرنی ہے، دوسرا حکم ہے کہ اس کو لکھ لیا کرو۔

**وَلْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ** لکھنے والے کو چاہیے کہ انصاف (دیانتداری) کے ساتھ لکھے

چونکہ لکھنا، وثیقہ نویسی ایک فن بھی ہے اور اُس زمانے میں پڑھے لکھے لوگ اتنا عام نہیں تھے، آج کل بھی لکھوانے کی ضرورت پڑتی ہے اور اَن پڑھ لوگ بھی کاروبار کرتے ہیں۔ لہٰذا کسی تیسرے آدمی کے پاس جا کر لکھوار ہے ہو تو فرمایا اسے دیانتداری کے ساتھ لکھنا چاہیے۔

**وَلَا یَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ** اور لکھنے والا انکار نہ کرے اس سے کہ وہ لکھ دے

**كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَكْتُبْ** جیسے اللہ نے اس کو سکھایا ہے تو اسے لکھ دینا چاہیے

وہ کوئی ناز نخرے نہ کرے کہ روز آجاتے ہیں لکھوانے کے لیے ہمیں بھی اپنا کام کرنا ہوتا ہے اتنا وقت نہیں ہوتا ہے۔ اگر اس طرح نہیں ہو سکتا تو جو پروفیشنل لکھنے والے ہیں وہ اپنی فیس لے لیں۔ آدمی ہر ایک کے لیے تو وقت نہیں نکال سکتا یہ بھی ایک طرح کا کاروبار (business) ہو گیا ہے، آدمی وثیقہ نویسی کا پیشہ اختیار کر لیتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس کو لکھنے کا علم اور صلاحیت دی ہے تو اس کو دیانتداری کے ساتھ لکھنا چاہیے۔

**وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ** اور املاء کرائے وہ شخص جس کے ذمے حق ہے

جو ادھار لے رہا ہے وہ شرائط (terms) لکھوائے کہ کیا طے ہوئی ہیں۔ جو دینے والا ہے وہ تو چاہے گا کہ ابھی پیسہ دیا ہے ایک مہینے کے اندر واپس ہو جائے وہ تو اپنی طرف سے dictate کرانا چاہے گا۔ جو قرض لے رہا ہے اس کے اوپر ذمہ داری آ رہی ہے اور وہ اس کا خود اقرار بھی کر رہا ہے تو اس کی بات زیادہ قابل قبول ہو گی۔

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا اور وہ اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور (لکھواتے ہوئے) کم نہ کرے اس میں سے کسی چیز کو

فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا پھر اگر وہ شخص جس کے ذمے حق ہے ناسمجھ ہو یا ضعیف ہو

اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ یا وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو کہ خود املاء کروائے

فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوا دے

اس مسئلہ کی بھی وضاحت یہاں کر دی کہ جس کے ذمے حق ہے اگر وہ کسی وجہ سے خود نہیں لکھوا سکتا مثلاً وہ ناسمجھ ہے یا گونگا ہے یا کوئی دوسری زبان بولتا ہے یا خود حاضر نہیں ہو سکتا تو اس کا ولی یا اس کا وکیل دیانتداری سے معاہدے کی دستاویز لکھوائے گا۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ اور تم گواہ بنالو اپنے مردوں میں سے دو گواہوں کو

فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں

مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ یہ گواہ ان لوگوں میں سے ہوں جن کو تم پسند کرتے ہو

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى تا کہ ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد کرا دے

لکھنے لکھانے کے ساتھ ساتھ اس پر گواہ بنانا بھی ضروری ہے۔ اس لیے کہ تحریر تو اپنی یادداشت کی آسانی کے لیے ہوتی ہے، اسے پڑھ کر یاد آ جاتا ہے کہ ہاں معاملہ اس طرح ہوا تھا۔ اگر کوئی تنازع ہو جائے اور معاملہ عدالت میں چلا جائے تو وہاں دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے گواہ بنانا بھی ضروری ہے۔ پھر وہ گواہ کیسے ہونے چاہئیں اس کی بھی تفصیل بیان کر دی گئی ہے: (۱) گواہ دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔

(۲) 'تمہارے میں سے ہوں' اس سے مراد یہ کہ مسلمان ہوں۔ (۳) معتبر ہونے کی وجہ سے جنہیں تم پسند کرتے ہو یعنی گواہ عادل ہوں، فاسق فاجر قسم کے لوگوں پر تو کسی کو اعتماد نہیں ہوتا۔

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا اور گواہ انکار نہ کریں جب ان کو بلایا جائے

اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ جب کسی معاملے میں گواہ بننے کے لیے کسی آدمی کو بلایا جائے تو وہ اس سے انکار نہ کرے۔ اور یہ گواہوں کے لیے بھی ہدایت ہے کہ جب گواہی دینے کے لیے انھیں بلایا جائے تو وہ گواہی دینے سے انکار نہ کریں۔

وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ اور تم سستی نہ کرو اس کے لکھنے میں معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، اس کی مدت تک

یہ پھر تاکید ہے کہ ادھار کا معاملہ لکھنے سے تمہیں اکتانا نہیں چاہیے، اس میں سستی نہ کرو۔ نہ لکھنے کی صورت میں نقصان ہوسکتا ہے اور لکھنے کے کئی فائدہ ہیں

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ یہ پورے انصاف والا ہے اللہ کے نزدیک اور زیادہ درست رکھنے والا ہے گواہی کو

وَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اور اس کے زیادہ قریب ہے کہ تم شبہ میں نہیں پڑو گے

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ البتہ اگر سودا ہاتھوں ہاتھ ہو جس کو تم آپس میں لین دین کرتے ہو

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا تو تم پر کوئی حرج نہیں اس میں کہ اس کو نہ لکھو

وَ اَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ اور تم گواہ بنالیا کرو جب تم آپس میں کوئی خرید و فروخت کرو

یعنی اگر کوئی لین دین کا معاملہ ادھار نہ ہو بلکہ اسی وقت ایک چیز لے رہے ہو اور اس کے بدلے دوسری چیز دے رہے ہو تو اس کو نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اس پر بھی گواہ بنالینا چاہیے۔

وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ اور نہ نقصان کیا جائے کسی لکھنے والے کا اور نہ گواہ کا

وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہارے حق میں گناہ کی بات ہوگی۔

اوپر کہا گیا تھا کہ لکھنے والے کو چاہیے کہ تمہارے لیے لکھ دے اور گواہ کو چاہیے کہ تمہارے لیے گواہی سے انکار نہ کرے۔ اب کہا جا رہا ہے کہ تمہیں بھی ان کا خیال رکھنا چاہیے، اپنا

فائدہ حاصل کرنے کے لیے ان کا نقصان نہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو تم گناہ گار ہو جاؤ گے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ — اور تم ڈرتے رہو اللہ سے اور وہ تمھیں یہ تعلیم دیتا ہے

وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ — اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا — اور اگر تم سفر پر ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ

یعنی سفر کے دوران کوئی ادھار لین دین کا معاملہ ہو جائے اور کوئی لکھنے والا دستیاب نہ ہو

فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ — تو گروی رکھنا چاہیے قبضے میں

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا — پھر اگر تم میں ایک دوسرے پر اعتماد کرے

اور بغیر گروی رکھے ہی دے دے

فَلْيُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ — تو پورا ادا کرے وہ شخص جس پر اعتماد کیا گیا ہے اپنی امانت کو

وَ لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ — اور اسے چاہیے کہ اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے

وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ — اور تم گواہی کو چھپایا نہ کرو

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ — اور جو اس کو چھپائے گا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہو گا

گواہی چھپانا ایسا گناہ ہے کہ اس کا اثر صرف ظاہر پر ہی نہیں بلکہ دل پر ہوتا ہے اور جس کا دل داغ دار ہو گیا اس کا باقی کیا رہ گیا۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ — اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے

## اہم اطلاع

چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس شمارے میں سلسلہ وار مضمون ''سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت'' کی قسط شامل نہیں کی جا سکی، ان شاء اللہ اگلے شمارے سے یہ سلسلہ دوبارہ جاری رہے گا۔

(ادارہ)

# فلسطین ـــــ ماضی وحال

محمد فہیم خان
تیمر گرہ

آج سے تین چار عشرے پہلے ایرانی انقلاب اور افغانستان کی صورتحال نے مغرب اور بالخصوص اسلام دشمن لابیوں میں ایک بھونچال برپا کردی تھی۔ ایران میں مذہبی قیادت نے امریکہ کے سب سے بڑے ستون شہنشاہ کو گرادیا جبکہ افغانی مسلمان اپنے خون سے تاریخ کے صفحات پر انمٹ نشان چھوڑتے جارہے تھے۔ اس سے ایک عمومی تاثر یہ اُبھرا کہ بس اب اسلام کا غلبہ ہورہا ہے۔ لیکن احادیث مبارکہ کی پیش گوئیوں کی روشنی میں اہل نظر اور فلسفہ تاریخ کو قرآن کی عینکوں سے دیکھنے والوں کو صاف نظر آرہا تھا کہ یہ ایک عارضی اُبال ہے اور اُمت مسلمہ کو تاحال بڑی آزمائشوں سے گزرنا ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ وہی حالات موجودہ امت پر بھی وارد ہوں گے جو سابقہ امت بنی اسرائیل پر ہوگزرے ہیں جیسا کہ حدیث کا مضمون ہے۔ یاد رہے کہ بنی اسرائیل ہم سے پہلے امت مسلمہ تھے اور دو ہزار سال تک وہ اس منصب پر فائز رہے تا آنکہ تحویل قبلہ (624ء) کے ساتھ ہی اسے معزول کر کے موجودہ امت، امت محمد ﷺ کو اس مقام پر فائز کر دیا گیا۔ اب اس امت کے ساڑھے 14 سو سال پورے ہونے کو ہیں۔ اس دوران اس امت کو کئی امتحانات، انقلابات اور سانحات سے گذرنا پڑا ہے جن میں ایک بہت بڑا اور اہم مسئلہ قضیہ فلسطین ہے۔

فلسطین کی اہمیت اس کی پانچ ہزار سالہ تاریخ سے واضح ہوتی ہے۔ یہ انبیاء کی سرزمین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مادی اور روحانی دونوں نعمتوں سے نوازا ہے۔ ابوالانبیاء حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے دو ہزار قبل مسیح عراق (اُر) سے ہجرت کر کے فلسطین نقل مکانی فرمائی تھی۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سخت امتحانات آ گئے یہاں تک کہ آپ کو آگ میں بھی ڈالا گیا۔ ان حالات کے پیشِ نظر آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فلسطین کی طرف ہجرت فرمائی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حجاز میں بیت اللہ کے قریب آباد کیا اور خود جا کر فلسطین میں سکونت اختیار کی۔ آپؑ کے دوسرے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش فلسطین میں ہوئی۔ اسرائیل حضرت یعقوب کا لقب تھا اور آپ کی آئندہ نسل کو بنی اسرائیل کے نام سے شہرت ملی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل (حضرت یعقوب بمعہ خاندان) حضرت یوسف ہی کے بلاوے پر مصر جا کر آباد ہوئی (پس منظر میں یوسف کی ان کے بھائیوں کے ہاتھوں کنویں میں قید اور پھر قافلہ کے ہاتھوں مصر میں ان کی فروخت اور پھر مقام حکومت پر متمکن ہونے کا قرآنی قصہ پیشِ نظر رہے)۔ بنی اسرائیل مصر میں 5 سو سال تک رہے اور ان کا فلسطین سے کوئی تعلق ہی نہیں رہا۔ لہٰذا فلسطین پر ان کا کسی بھی حساب کتاب سے حق بنتا ہی نہیں۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعلق عراق سے، خود حضرت یعقوب کا چند سالہ مختصر قیام فلسطین میں اور پھر بنی اسرائیل کا پانچ سو سال سے زیادہ عرصہ مصر میں قیام)۔ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت بنی اسرائیل مصر میں بدترین غلامی میں جکڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں حضرت موسیٰ کے ذریعے سے اس اذیت ناک غلامی سے نجات دلا دی۔ پانچ سو سال پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ خاندان 60-70 افراد پر مشتمل اب لاکھوں میں تھا۔

1400 ق م میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر تورات عطا کی گئی اور بعد ازاں فرعون کی غرقابی کے بعد بنی اسرائیل کو نجات مل گئی۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر فلسطین کی سرحد پہنچ گئے اور قوم کو جنگ کے لیے ارضِ مقدس میں داخل ہونے کا حکم دیا (قرآن پاک میں سورہ مائدہ میں حضرت موسیٰ اور قوم کے درمیان مکالمے کی پوری تفصیل موجود ہے)۔ پوری قوم نے بزدلی دکھائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کورا جواب دے دیا کہ ہم فلسطین میں داخل نہیں ہوں گے جب تک قابضین وہاں موجود ہوں جاؤ تم اور تمہارا رب لڑو ہم تو یہیں بیٹھیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک ارض مقدس کو ان پر حرام کر دیا اور وہ میدان تیہ میں بھٹکتے رہے۔ چالیس سالہ صحرا نوردی کے بعد نئی اُبھرتی ہوئی نسل نے حضرت یوشع بن نون کی سرکردگی میں جہاد کیا اور پہلے جریکو (اریحہ) اور بعد میں پورے فلسطین کو فتح کیا۔ انھوں نے دس چھوٹی قبائلی ریاستیں تشکیل دیں جو باہم لڑتی رہیں اور دشمن قومیں بھی ان کی اس باہمی تفرقہ سے فائدہ اٹھاتی تھیں۔ ان کے دو قبائل کا تو پتہ نہیں کہ کہاں چلے گئے۔ ان کے اندرونی خلفشار کی وجہ سے وہ اتنی کمزور ہوگئیں کہ دشمن مشرک قوموں نے پورے فلسطین پر قبضہ کر کے ان کو نکال باہر کیا۔ اس زوال کے بعد ان میں جہاد کا جذبہ پھر اُبھرا۔ چنانچہ ان کی درخواست پر وقت کے نبی نے حضرت طالوت کو ان کا سپہ سالار مقرر کر دیا جنہوں نے جالوت کو شکست دے کر فتح حاصل کر لی۔ اس جنگ میں حضرت داؤد نے اپنے گوپیئے کے ذریعے جالوت کی آنکھ پر پتھر مار کر اسے ہلاک کر دیا تھا۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ان کا یہ دور 1000 ق م تا 900 ق م یعنی پورے ایک سو سال تھا یعنی حضرت طالوت، حضرت داؤد (جو حضرت طالوت کے داماد بھی تھے)۔ حضرت طالوت کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ بنے۔ اس سو سالہ اقتدار کے بعد یہ پھر زوال سے دوچار ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد سلطنت ان کے دو بیٹوں کے درمیان تقسیم ہوگئی۔ شمالی حصہ اسرائیل اور جنوبی یہودیہ کہلایا گیا۔ اول الذکر کا دارالخلافہ سامریہ اور موخر الذکر کا یروشلم تھا۔ باہمی جنگوں کی وجہ سے یہ دونوں ریاستیں بے حد کمزور ہوگئیں چنانچہ 700 ق م آشوریوں نے شمالی سلطنت کو ختم کر دیا۔ جنوبی سلطنت یہودیہ میں بنی اسرائیل نے عادت کے مطابق فسق و فجور اور فساد فی الارض کو روا رکھا۔ قانون خداوندی کے مطابق ان کو عراق کے بادشاہ بنوکدنظر (بخت نصر) کے ہاتھوں عبرتناک سزا دلوائی گئی۔ ہیکل سلیمانی (حضرت سلیمان کا تعمیر کردہ معبد) کو مسمار کرنے کے بعد بخت نصر نے لاکھوں کو تہ تیغ کر دیا اور لاکھوں کو بھیڑ بکریوں جیسے ہانک کر بابل (عراق) لے آیا، جہاں وہ ڈیڑھ سو برس تک غلامی کی قید میں رہے۔ اس دوران ارضِ مقدس مکمل طور پر بنی اسرائیل سے خالی رہی۔ اس کے بعد ایران کے بادشاہ کیخورس نے عراق پر حملہ کر کے فتح کر لیا اور اس نے بنی اسرائیل کو بھی آزاد کر کے واپس فلسطین جانے کی اجازت دے دی۔ اس دوران حضرت عزیر علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح فرمائی۔

انھوں نے دوبارہ ہیکل تعمیر کرایا جو تاریخی اصطلاح میں Second Temple کہلاتا ہے۔اس کے بعد یہاں ایک زبردست مکابی سلطنت قائم ہوئی جو 170ق م سے 63ق م تک پورے سو سال اسی دھوم دھام سے چلتی رہی جس طرح کہ حضرت داؤد اور حضرت سلمان کے دور میں تھی۔اس دوران پورا فلسطین ان کے قبضہ میں رہا۔تاہم اپنی فطری بے ایمانیوں کی وجہ سے وہ پھر روبہ زوال ہوگئے اور رومیوں نے آکر ان پر قبضہ کرلیا۔یہی وہ زمانہ تھا جس میں حضرت مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے۔یہودیوں نے حضرت مسیح کا کفر کیا اور جب وہ کفر کے آخری حد پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے رسول کے قتل کے درپے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 33 یا 34 سال تھی۔اس کے بعد بہت جلد یعنی 70ء میں رومی جنرل ٹائٹس نے حملہ کر کے یروشلم کو دوبارہ تباہ کر دیا۔معبد ثانی کو بھی گرایا۔بڑے پیمانے پر یہودیوں کو قتل کر کے بقیہ کو وہاں سے نکال دیا۔چنانچہ 70ء سے آج 2023ء تک ان کا خانہ کعبہ گرا پڑا ہے۔قتل عام کے بعد رومی جنرل نے ان کی نوجوان عورتوں کو پکڑ کر اپنے لیے چن لیا۔ایک لاکھ 33 ہزار یہودی تہ تیغ کر لیے گئے اور ایک لاکھ کے قریب قید کر کے یورپ لے گیا۔اس دوران وحشی درندوں کے ذریعے انسانوں کی چیر پھاڑ کا تماشا دکھانے کے لیے ان یہودیوں کو استعمال کیا جاتا تھا۔بقیہ سب کو فلسطین سے نکال دیا گیا جو 1917ء تک بے دخل رہے۔

## دوسرا حصہ

بنی اسرائیل کو 70ء میں یعنی آج سے 1953 سال پہلے فلسطین سے نکال دیا گیا تھا۔یروشلم کو بربادی کے ڈیڑھ صدی بعد رومی بادشاہ ہیڈریان نے دوبارہ بسا کر اس کا نام ایلیا رکھ دیا۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا یہی نام تھا (حدیث میں یہی نام آیا ہے)۔1917ء تک ان کا زمانہ انتشار (Diaspora) ہے۔پوری دنیا ان کو لینے کیلئے تیار نہیں تھی۔عیسائی ان سے حد درجہ نفرت کرتے تھے اور ان کی رہائشی جھونپڑیاں شہر سے باہر ہوتی تھیں۔شہروں میں داخلے کیلئے ان کے مخصوص اوقات مقرر تھے تاکہ ضروریات زندگی وغیرہ خرید وفروخت کرسکیں۔

فلسطین پر یہودی دعویٰ کی کوئی بنیاد نہیں،مگر عیسائیوں میں ایک مؤثر حلقہ ان کا ہمنوا ہے۔یہ پروٹسٹنٹ فرقہ ہے جس نے مذہب سے بغاوت کر کے پوپ کی حیثیت کو چیلنج کر رکھا تھا۔

وہی یہودیوں کے پشتیباں ہیں۔انھوں نے چرچ آف انگلینڈ کے نام سے اپنا علیحدہ چرچ بنایا جو پوپ کی ماتحتی سے آزاد ہے۔سب سے پہلا پروٹسٹنٹ ملک بھی برطانیہ بنااوراس کا پہلا بینک دی بنک آف انگلینڈ قائم کر کے دنیا میں سودی بینکنگ کی بنیاد رکھی۔جس طرح کہ یمن کے ایک یہودی عبداللہ بن سبانے آ کر مسلمان کے روپ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتنۂ عظیم برپا کردیا تھا (اس کی کارستانیوں کی تفصیل اسلامی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے ) اسی طرح یہودیوں نے عیسائیوں کو پروٹسٹنس اور کیتھولک میں تقسیم کردیا۔ پروٹسٹنس یہودیوں کے آلہ کار بن گئے جن کا امام برطانیہ تھا۔تاہم جنگ عظیم دوم کے بعد یہ امامت امریکہ کے ہاتھ لگی کیونکہ برطانیہ کی فرعونیت روبہ زوال ہوچکی تھی۔ برطانیہ کو بعض یہودی اور پروٹسٹنٹ عیسائی Neo Israel بھی کہتے ہیں جس کا معنی ہے کہ یہ دراصل اسرائیل ہی ہے اگرچہ بظاہر قبضہ اسرائیل کا نہیں لیکن کنٹرول ان ہی کا ہے۔اسی صورت حال کو علامہ اقبال نے بیان فرمایا تھا ’’فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے‘‘ اور آج فرنگ کا امام امریکہ ہے لہٰذا آج امریکہ کی جان پنجہ یہود میں ہے۔

1917ء کے بالفور ڈیکلریشن کے بعد خلافت عثمانیہ کو ختم کر کے ٹکڑے ٹکڑے کردیا گیا اوران چھوٹے بڑے ممالک پر مغرب کے پٹھو حکمران بٹھا دئے گئے (یہ ایک پورا داستان غم ہے جس کا یہاں بیان کرنا ممکن نہیں )۔اور آج 16 اکتوبر سے جو کچھ ہورہا ہے وہ دنیا دیکھ رہی ہے۔ ہزاروں فلسطینی غزہ میں شہید کیے جاچکے ہیں۔ بچے، خواتین، بوڑھے، بیمار، ہسپتال، مساجد، چرچ،سکول سب کچھ کوتاخت وتاراج کیا جارہا ہے۔دنیا تماشہ دیکھ رہی ہے۔یواین او جو یورپی حکمرانوں اور اسلام دشمن ملکوں کے علاوہ بے حس و بے حمیت نام نہاد مسلمان حکمرانوں کا کلب ہے، کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔کہیں ایک غیر مسلم مرجائے تو دنیا کو فوراً انسانی حقوق یاد آجاتے ہیں،اس ظلم پر ہر ملک کے عوام الناس سرتاپا احتجاج ہیں اور غصے کا اظہار کررہے ہیں مگر افسوس تو ان 58 مسلمان ملکوں کے حکمرانوں پر ہے کہ زبانی کلامی کے علاوہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ ’ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم‘ والا ان کا معاملہ ہے۔خادم الحرمین الشریفین کا معاملہ تو اور بھی نازک ہے۔چند سال پہلے اسلامی ممالک کی ایک مشترکہ دفاعی فورس کے قیام کا اعلان کیا گیا تھا جن کی سپہ سالاری کے لیے پاکستان کے ایک نامور جرنیل کی تعیناتی بھی عمل میں لائی گئی تھی پتہ

نہیں وہ فورس کہاں ہے اور اس کے قیام کا مقصد کیا ہے؟ کیا اسے غزہ اور فلسطین میں شہداء کی لاشوں کی گنتی کا کام نہ سونپا گیا ہو۔ اللہ نہ کرے کہ اسرائیل اپنے ذلیل عزائم کو پورا کرنے کے لیے بیت المقدس کو گرادے اور اس کے بعد وہ گریٹر اسرائیل کی توسیع کے لیے مدینہ منورہ کی طرف رخ کرے جیسا کہ ان کے پروگرام میں ہے۔ (اللہ نہ کرے)۔ امریکہ، یورپ اور دیگر غیر مسلم ممالک کو ہر وقت دیگر ممالک کی عورتوں کے حقوق کا غم ستائے رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک عورتوں کے حقوق یہ ہیں کہ انھیں بے لگام چھوڑا جائے، وہ کھیلیں، کھودیں، جو کچھ چاہیں کریں کوئی رکاوٹ نہ ہو، لیکن غزہ اور فلسطین کے دیگر حصوں میں انھیں فاسفورس بموں، ہوائی حملوں سے جلتی ہوئی خواتین، بچوں، بزرگوں، بیماروں، طلبہ اور عام لوگوں کی ہلاکتیں نظر نہیں آتیں۔

دنیا 1948ء سے فلسطین اور کشمیریوں کے خون کی ہولی دیکھتی آ رہی ہے۔ صرف اس لئے کہ یہ مسلمانوں کا خون ہے جو بے حدارزاں ہو چکا ہے۔ اسرائیل نے 1948ء پھر 1967ء اور درمیان اور بعد میں مختلف ظالمانہ کارروائیوں کے ذریعے عرب ملکوں کے بڑے حصہ پر قبضہ کر رکھا ہے۔ عربوں میں اتحاد اور اتفاق نہیں اور اسرائیل کی پشت پر امریکہ اور یورپی ممالک کھڑے ہیں۔ اسی طرح صورت حال کشمیر کی ہے۔ عرب اور مسلمان اپنی بے حسی اور بے حمیتی کی آخری حدود کو چھو رہے ہیں۔ ان میں پاکستان کی پوزیشن سب سے زیادہ نازک ہے۔ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ اسرائیل کے لیے توڑ پاکستان ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے قیام سے ایک سال قبل وجود میں لایا تھا۔ اللہ کے فضل سے یہ ملک ایک عظیم ایٹمی طاقت ہے۔ مرض کہاں ہے؟ مرض صرف یہ ہے کہ جس طرح عرب ملکوں پر مغرب کے پٹھو مسلط ہیں اسی طرح پاکستان پر حکمرانی کرنے والا طبقہ جاگیرداروں، سرمایہ داروں، کارخانہ داروں، بینکاروں، گدی نشینوں، چودھریوں، سرداروں وغیرہ وغیرہ کا اقتدار میں آتا رہا ہے۔ انھیں پاکستان کے نظریے، اسلامی نظامِ عدل وقسط، ایمانداری، امانت داری اور پاکستان کے اصل مقاصد کے ساتھ کوئی سروکار نہیں (الا ماشاء اللہ)۔ اقتدار کا تخت ان کے لیے میوزیکل چیئر ہے، جن کے گرد عوام تالیاں بجانے پر مجبور ہیں۔ حکمران طبقہ اور سرمایہ دار منی لانڈرنگ، سرمایہ کی منتقلی، منشیات کے بڑے ڈانز کی سرپرستی، سودی کاروبار، غرض ہر اس کام میں ملوث ہیں جو اسلام، دین اور نظریۂ پاکستان کی ضد

ہیں۔ یہ مقروض قوم قابل رحم ہے جوان بڑے پیٹوں والوں کی ہڑپ کردہ دولت سود کے ساتھ ادائیگی کرتے آرہے ہیں۔

کیا کرنا چاہیے! کچھ نہیں ہوسکتا جب تک دنیائے اسلام کے متعد بہ لوگ اپنے اللہ کی طرف حقیقی توجہ نہ کریں اور ایک اجتماعی توبہ کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل نہ کریں۔ دوم یہ کہ تمام 57 یا 58 مسلم ممالک فوری طور پر اس یہودی کلب یو این او پر تین طلاق بھیج دیں اور اس کے ساتھ کھلا اور کلی انقطاعِ تعلق کرے۔ اس کے بعد اپنا یو این او دی یونائیٹڈ فورم آف دی مسلم ورلڈ کی تشکیل کریں (تفصیلات طے کی جاسکتی ہیں)۔

مسلمان ملک اللہ کے دیے ہوئے خزانوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ قدرتی خزانے (گیس، تیل، معدنیات) زرخیز زمین، دریا، کہسار، بہترین آب وہوا، مین پاور اور سب سے بڑھ کر کلمہ اسلام جوان ملکوں کو متحد رکھ سکتا ہے۔ جس چیز کی ضرورت ہے وہ ہے ایمانِ حقیقی اور خدا اور رسول سے وفاداری۔ زندہ مثال ہمارے سامنے افغانستان میں درویشوں کی حکومت کی شکل میں موجود ہے۔ آئیں کمر باندھیں دنیا میں بھی سرخرو ہونے کا یہ راستہ ہے اور آخرت کا بھی۔ اس سے کم کوئی بھی مسلم ملک امریکہ اور یہودیوں کی چنگل سے آزادی حاصل نہیں کرسکتا۔ یاد رہے اگر مسلم دنیا اس طرح خاموش اور بے حس رہی تو یہودی فلسطینیوں کے بعد بقیہ عرب اور پھر آگے بڑھ کر غیر عرب مسلمانوں کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ پاکستان جس نے دنیائے اسلام کی امامت کا فریضہ انجام دینا تھا وہ آج خود ہر شعبہ میں ناکامیوں سے دوچار ہے۔ اونچی کلاس نظریۂ پاکستان سے لاتعلق ہوچکی ہے۔ مغربی تہذیب کے دلدادہ، لبرلزم کے لذت آشنا، فحاشی اور عریانی کو ترقی دینے کے آرزومند نظریۂ پاکستان کے مخلص نہیں ہوسکتے۔ مذہبی طبقہ بھی کسی سے پیچھے نہیں رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ''وعلماھم شر الناسِ تحت ادیم السما'' کا جتنا اطلاق آج کے علماء (علمائے سو) پر ہوتا ہے، اس کی مثال نہیں ملتی۔ علمائے حق ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں، اب بھی موجود ہیں اور ان کو آگے بڑھ کر اس ملک کو اپنے نظریہ کی طرف موڑنے کی ہر قسم کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو امن میں رکھے۔ آمین

(ماخوذ: ☆تفسیر بیان القرآن، ڈاکٹر اسرار احمد۔ ☆ درس قرآن: انجینئر مختار حسین فاروقی۔)

# کشمیر و فلسطین کے تنازعے پر اقوام متحدہ کا شرمناک کردار
# او آئی سی اور عالم اسلام کے۔۔۔بے حس حکمران!

ابوفیصل محمد منظور انور

دوسری عالمگیر جنگ میں وسیع پیمانے پر تباہی اور کروڑوں انسانوں کی ہلاکت کے بعد اقوام عالم نے مستقبل میں جنگوں سے بچنے کے لیے عالمی ادارے انجمن اقوام متحدہ UNO کی بنیاد رکھی۔تاکہ مختلف اقوام کے مابین باہمی تنازعات کو جنگوں سے بچا کر باہمی افہام وتفہیم کے ساتھ حل کیا جائے۔مگر انسانیت کی بدقسمتی ہے کہ ابتدا کے ساتھ ہی بڑی طاقتوں کی چالبازیوں اور منافقت نے ادارے کو بڑی طاقتوں کی باندی بنا دیا۔ بڑی طاقتیں ویٹو پاور کے ذریعے حاصل خصوصی اختیارات کو بروئے کار لا کر اپنے اپنے مفادات سمیٹنے کا کھیل کھیلتی رہی ہیں نتیجے میں دنیا بدامنی کا شکار رہی۔امریکہ یورپ اور ان کے اتحادی دیگر ممالک جن کی اکثریت اسلام دشمن ہے نے ہمیشہ اس یو این او کے پلیٹ فارم سے مسلم دنیا کے خلاف کھلم کھلا فیصلے کروائے۔تاریخ شاہد ہے کہ اس نام نہاد ادارے کی تشکیل سے لیکر کے آج تک کے فیصلے مسلم دشمنی پر مبنی رہے ہیں۔اس ادارے سے خیر کی توقع رکھنے والے مسلم حکمران احمقوں کی دنیا میں رہتے ہیں۔مسئلہ کشمیر اور فلسطین جو کہ دراصل مغرب کے ہی پیدا کردہ ہیں یہ گزشتہ سات عشروں سے حل طلب ہیں مسئلہ کشمیر قیام پاکستان کے ساتھ ہی 1947ء میں شروع ہوا جو 75 برس بعد بھی حل نہ ہوسکا۔اقوام متحدہ اپنی قراردادوں پر عمل کروانے میں ناکام ہے۔لاکھوں کشمیری مسلمان بھارتی جبر وتشدد کے سائے میں محصور ہو کر زندگیاں گزارنے پر مجبور ہیں۔مسئلہ فلسطین 1948ء میں اسرائیل کے قیام

کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ برطانیہ اور امریکہ کی آشیر باد سے مغربی ممالک سے نکالے گئے یہودیوں کو زبردستی ارض فلسطین پر قبضہ کروایا گیا تھا۔ ابتداً معمولی جھڑپوں کے بعد عربوں اور اسرائیل کے مابین کئی جنگیں ہو چکی ہیں۔ یو این او اور بڑی طاقتوں نے دانستہ اس مسئلے سے چشم پوشی کی اور اسرائیلی مظالم کی اعلانیہ غیر اعلانیہ حمایت کی۔ صیہونی افواج کے ظلم و بربریت کے نتیجے میں لاکھوں فلسطینی اپنی زندگیاں ہار چکے۔ اتنے ہی اپنی ارض فلسطین سے بے دخل کر دیئے گئے جو 1948ء سے ہی در بدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ عرب ممالک کے حکمران زبانی کلامی انھیں طفل تسلیاں دے کر خاموش کرا دیتے ہیں۔ مسلم دنیا کیلئے مسجد اقصیٰ، بیت القدس کی اہمیت و تقدیس واضح ہے مگر قبلہ اول پر یہودی قابض ہیں۔ مسلم حکمرانوں نے ارض فلسطین کا قبضہ چھڑانے کے فریضے کو صرف کمزور نہتے، بے یار و مددگار فلسطینیوں پر چھوڑ کر نظر انداز کر رکھا ہے۔ تیل کی دولت سے مالا مال عرب ممالک کے بادشاہ اور خلیجی ریاستوں کے شیوخ اپنے اپنے اقتدار میں مست اپنی بادشاہتیں قائم رکھے دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اس فریضے سے دانستہ روگردانی کیے بیٹھے ہیں حالانکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے مظلوم فلسطینیوں کی امداد کرنا ان پر فرض ہے۔

اسرائیلی مظالم سے تنگ فلسطینیوں نے اسرائیل کے خلاف اپنے دفاع میں کاروائی شروع کی تو اسرائیلی فورسز نے ظلم و بربریت کی انتہا کرتے ہوئے بین الاقوامی قوانین کو بالائے طاق رکھتے ہوئے غزہ پر شدید بم باری کر کے اس میں ہسپتالوں اور سکولوں کو بھی نہ چھوڑا جس میں اب تک ساڑھے چار ہزار بچوں سمیت بارہ ہزار کے قریب افراد شہید ہو چکے ہیں۔ غزہ شہر کا 50فی صد حصہ تباہ ہو چکا ہے جہاں پانی بجلی سمیت دیگر تمام سہولتیں ناپید ہو چکی ہیں۔ خوراک کی کمی کے باعث موت رقص کر رہی ہے۔ غزہ سے زبردستی اپنے گھروں سے نکالے جانے والے افراد پر راہ چلتے سڑکوں پر بمباری کر کے سینکڑوں افراد کو شہید کیا گیا۔ جبکہ پناہ گزین کیمپوں پر بھی بمباری کر کے فلسطینیوں کی نسل کشی کی جا رہی ہے۔ دنیائے اسلام میں احتجاجی مظاہرے ہو رہے ہیں تاہم مسلم ممالک کے حکمران امریکہ اور مغرب سے دوستی کا دم بھرتے ہوئے اس قضئے سے دانستہ چشم پوشی کئے بیٹھے ہیں۔ جبکہ عالم کفر اسرائیل کی حمایت میں پوری طرح کمر بستہ نظر آتا ہے اور اسے ہر طرح کی امداد فراہم کی جا رہی ہے۔ مسلم دنیا نے بے چارے فلسطینیوں کو بے یار مددگار

چھوڑ کر فقط خالی بیان بازی پر ہی تکیہ کرلیا ہے۔ان کی حالت یہ ہے

یہ فقرہ لکھ دیا کس شوخ نے محراب مسجد پر

یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقت قیام آیا

ادھر اقوام متحدہ کے ادارے کے منافقانہ کردار کا رونا کیا روئیں وہاں تو اسلام دشمن بیٹھے ہیں۔مگر مسلم ممالک کا کردار بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔فلسطین میں جاری حالیہ جنگ کو روکنے کیلئے 57 اسلامی ممالک کی اسلامی تعاون کونسل، او آئی سی، اور عرب لیگ کا ہنگامی مشترکہ سربراہی اجلاس غزہ پر وحشیانہ بمباری کے پانچ ہفتے بعد سعودی عرب کے صدر مقام ریاض میں منعقد ہوا۔غزہ میں ہزاروں افراد کے شہید کئے جانے کے باوجود اجلاس کے شرکاء بعض عرب حکمران تو اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے پر مصر رہے ہیں۔اسرائیلی جارحیت کے خلاف فلسطینیوں کی مزاحمت کے حق کو بھی تسلیم کرنے کیلئے تذبذب کا شکار رہے اور اس کو اجلاس کی کاروائی میں شامل ہی نہ کیا گیا۔مسلم حکمران فلسطینیوں کی عسکری حمایت تو دور کی بات اسرائیل کے ساتھ سفارتی، تجارتی اور معاشی بائیکاٹ کی جرات کا فیصلہ تک نہ کر سکے۔اسلامی دنیا کی واحد ایٹمی طاقت کے نگران وزیر اعظم نے اسی پر اکتفا کیا کہ سلامتی کونسل غزہ میں قتل عام کو رکوائے۔ او آئی سی کے اجلاس سے مسلم دنیا کو توقع تھی کہ محصور فلسطینیوں کی عملی امداد کرنے اور اسرائیل کے مظالم کے خلاف عملی اقدامات کیلئے حکمت عملی کا اعلان کیا جائے گا۔مگر مسلم عوام کی توقعات کے برعکس یہ اجلاس نشستن، گفتن برخاستن ثابت ہوا۔یہ اجلاس غزہ کو بچانے کیلئے کوئی بھی حکمت عملی اختیار کرنے میں ناکام رہا اس بے مقصد اجلاس سے تو بہتر برطانیہ اور دیگر ممالک میں اسرائیل کے خلاف لاکھوں مظاہرین کے احتجاجی مظاہرے تھے۔او آئی سی اور عرب لیگ کا مشترکہ اجلاس بے سود ثابت ہوا۔مسلم حکمران ہوس اقتدار کیلئے امریکہ سے خائف اور بے حس ہو چکے ہیں۔او آئی سی کے شرمناک کردار اور اس بے نتیجہ اجلاس کے مشترکہ اعلامیہ سے عالم اسلام کا رہا سہا بھرم بھی ختم ہو گیا بلکہ اسرائیلی فورسز کو محصور فلسطینیوں پر مزید مظالم ڈھانے کا حوصلہ بڑھا ہے۔مسلم حکمرانوں کی بے حسی اور شرمناک کردار پر پوری امت مسلمہ میں شدید غصہ اور رنج و غم پھیل چکا ہے۔بے غیرت اور ملی حمیت سے عاری حکمران روز قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور کیا جواب دیں گے۔

صیہونیت گریٹر اسرائیل کے منصوبے پر کار بند ہے اور انھیں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی مکمل حمایت اور سرپرستی حاصل ہے۔ ارض فلسطین ہڑپ کرنے کے بعد یہ مسلم دنیا کے باقی ملکوں کو تر نوالہ سمجھتے ہیں اور اسلامی دنیا کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے پلاننگ کر چکے ہیں۔ بدقسمتی سے مسلم حکمران اقتدار کی رسہ کشی میں باہم دست گریباں ہیں۔ مسلم حکمران یاد رکھیں امریکہ اسرائیل بھارت کا گٹھ جوڑ ہے اور ان کا اگلا ہدف باقی مسلمان ممالک ہیں۔ جلد یا بدیر وہ ان پر حملہ آور ہوں گے۔ اس سے پہلے کہ اسلام دشمن طاقتیں مسلم دنیا پر چڑھائی کر کے انھیں ایک ایک کر کے نیست و نابود کر دیں مسلمان ہوش کے ناخن لیں۔ سقوط غزہ ہونے سے پہلے فلسطینیوں کے شانہ بشانہ ہو کر کھڑے ہو جائیں۔ اعلان جہاد کر دیا جائے۔ دنیا کے دو ارب مسلمان سکوت توڑ کر اٹھ کر کھڑے ہو جائیں۔ امریکی و مغربی ممالک کے ایجنٹ حکمرانوں اور غداروں سے چھٹکارے کیلئے ایک ہو جائیں، ان ظالموں سے نجات حاصل کر کے تحریک احیائے خلافت کیلئے کمربستہ ہو جائیں ورنہ مسلم دنیا عالم کفر کی غلام ہی رہے گی۔ بے غیرتی اور بزدلی کی زندگی کی بجائے شجاعت بہادری ایسے اوصاف اپنا کر ہی دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کیا جاسکتا ہے۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

نوعِ انساں را پیامِ آخریں
حاملِ اُو رحمۃً للعالمیں

یہ قرآن مجید نوعِ انسان کے لیے ربّ العالمین کا آخری پیغام ہے
(اور) اس کو لے کر آنے والا (سیّدنا محمد ﷺ) رحمۃ للعالمین ہے۔
(علامہ اقبال)

# یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ (ﷺ) است

عبد اللہ ابراھیم

(یہ مضمون 23 اکتوبر سے 21 نومبر کے اہم واقعات کا احاطہ کرنے کی کوشش ہے)

## 1 اسرائیل کی حماس کے حملے کے بعد جوابی کارروائیاں

7 اکتوبر کو حماس نے اسرائیل پر ایک بھرپور اور غیر متوقع حملہ کیا اور اس سے اسرائیل کے حتمی اندازے کے مطابق 1200 اسرائیلی ہلاک ہوئے۔ اس کے جواب میں اسرائیل نے حماس کے زیر کنٹرول علاقے غزہ پر پہلے تو شدید فضائی بمباری کی اور اب پچھلے 25-20 دنوں سے فضائی بمباری کے ساتھ ساتھ زمینی حملے بھی جاری ہیں۔ اسرائیل کے جدید ہتھیاروں، زیادہ تعداد، وافر کمک کی سہولت اور فضائی حملوں کی مدد نے اس کو زمینی طور پر آگے بڑھنے کا موقع دیا ہے اس نے غزہ کو زمینی طور پر درمیان سے کاٹ سا دیا ہے۔ جس سے حماس کی زمینی صلاحیت کمزور ہوگئی ہے۔ پھر اسرائیل ہسپتالوں کو گھیر رہا ہے سول آبادی کو نقصان پہنچا رہا ہے اور بنیادی انسانی سہولیات جیسے پانی بجلی صحت اور اطلاعات کے نظام کو معطل کئے ہوئے ہے تاکہ غزہ کے عوام پر بدترقسم کا خوف مسلط کر کے ان کے حوصلے کو توڑ سکے۔ اب تک 14 ہزار فلسطینی شہید ہو چکے ہیں 2 لاکھ 20 ہزار گھروں تباہ ہوئے ہیں جن میں 40 ہزار مکمل تباہ ہوئے اور 15 لاکھ لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے ہیں۔ تاہم غزہ کے لوگوں اور حماس کے حوصلے اور عزم نے بھی قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کردی ہے وہ ابھی بھی ڈٹے ہوئے ہیں اپنے وسائل کے مطابق مزاحمت کر رہے ہیں اور دشمن کا اچھا خاصا جانی اور مالی نقصان کر رہے ہیں۔ اتنے محدود مسائل سے اتنے بڑے دشمن کا اتنے مشکل حالات میں مقابلہ دل سے دعائیں دینے اور ان کے ایمان کو داد دینے پر مجبور کر دیتا ہے۔

کرو کج جبیں پہ سرِ کفن، میرے قاتلوں کو گماں نہ ہو
کہ غرورِ عشق کا بانکپن، پس مرگ ہم نے بھلا دیا
جو رکے تو کوہِ گراں تھے ہم، جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہِ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

اب تک کی آخری اطلاعات کے مطابق چند دن کی جنگ بندی اور دونوں جانب سے کچھ قیدیوں کو رہا کرنے کے حوالے سے مذاکرات جاری ہیں اور آخری مراحل میں ہیں۔ اس سے پہلے ماضی میں اسرائیل ایک فوجی کے عوض ہزاروں فلسطینی قیدیوں کو رہا کر چکا ہے تاہم یہ 5 سال تک فوجی کو قید میں رکھنے کے بعد ممکن ہوا تھا۔ اس بات کو پیش نظر رکھنا ہوگا اور ابھی تو اسرائیل اپنے نقصانات اور سبکی کی وجہ سے غصے کی کیفیت میں ہے وقت گزرنے کے ساتھ بقیہ قیدی مسلمان قیدیوں کی رہائی کا بڑا سبب بن جائیں گے ان شاء اللہ۔ اگرچہ ابھی فلسطین کے حالات موافق نہیں ہیں، تاہم اسرائیل اور یہودیوں کا رویہ ان کے خلاف ہی گواہی بن رہا ہے اور ان کے موجودہ جرائم اور ذہنیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کے موقع پر ان کے ذریعے تمام یہودیوں کی ہلاکت جو کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کے منصفانہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے۔

## 2 غزہ کی جنگ اور دنیا کا ردعمل

کچھ ممالک جن میں امریکہ برطانیہ بھارت اور بیشتر یورپی ممالک شامل ہیں وہ اسرائیلی اقدامات کو حق بجانب ثابت کر رہے ہیں اور اسرائیل کی عملی طور پر بھی ہر لحاظ سے مدد کر رہے ہیں اور اس میں ان کا مذہبی جذبہ بھی واضح دکھائی دیتا ہے۔ یہ ممالک زبان حال سے واضح کر رہے ہیں کہ بدی کہ قوتیں کون کون سی ہیں۔ یہودیوں کی نہایت قلیل تعداد جو کہ تورات کے یہودی کہلاتے ہیں وہ اسرائیلی اقدامات کی مخالفت کر رہے ہیں۔ غیر مسلم دنیا کی اکثریت خصوصاً ترقی یافتہ ممالک کی عوام اسرائیلی جارحیت اور مظالم کے خلاف احتجاج کر رہی ہے اور مغرب نے اپنی تہذیب کی چمک دمک کے لئے جو کچھ ظاہری اصول انسانی احترام، جمہوریت اور عدل کے بنائے تھے وہی ان عام لوگوں کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ احتجاج کریں۔ اس سے پہلے میڈیا دنیا کے واقعات کو اس طرح پیش کرتا رہا ہے کہ ان طاقتور ممالک کے اقدامات ان اصولوں کا

تقاضا بن کر سامنے لائے جاتے تھے تاہم اب سوشل میڈیا کا انہی کا ہتھیار ان کے خلاف ثبوت بن کر سامنے آیا ہے اور یہ ممالک اپنے عوام کو مطمئن رکھنے میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں۔ مسلمان ممالک میں بھی بڑے مظاہرے ہوئے ہیں مگر حکمرانوں کا رویہ زبانی جمع خرچ سے زیادہ نہیں ہے اور یہ زبانی جمع خرچ بھی اپنے عوام کے غصے کو قابو میں رکھنے کیلئے معلوم ہوتا ہے۔ اس جنگ سے مسلمانوں میں شروع میں اندرونی وحدت بھی نظر آئی مگر یہ دم توڑ رہی ہے۔ حزب کوشش تو کر رہی ہے مگر اس میں صلاحیت ہی نہیں کہ وہ اسرائیل سے باقاعدہ جنگ کر سکے اور ایران کے اقدامات بھی زبانی حوصلہ دلانے تک محدود ہیں۔ پاکستان میں بھی فلسطینی مسلمانوں کی حمایت میں بڑے بڑے مظاہرے ہوئے مگر یہ الگ الگ جماعتوں کی جانب سے تھے اور متحدہ طور پر نہیں تھے۔ ہماری حکومت کا ردعمل بھی زبانی مذمت سے زیادہ نہیں تھا بلکہ کمزور ہے اور پاکستان اس معاملے کو حل کرنے میں دکھاوے کی بھاگ دوڑ کرتا بھی نظر نہیں آ رہا۔

## 3 پاکستان اور افغانستان کے اختلافات اور تلخیاں

پاکستان نے اپنی اعلان کردہ مدت 31 اکتوبر کے بعد افغانوں کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی ہے لوگوں کو چیک کیا جا رہا ہے، غیر قانونی طور پر مقیم لوگوں کو واپس افغانستان بھیجا جا رہا ہے۔ پاکستان کا موقف تو غیر قانونی لوگوں کو بھیجنا ہی ہے تاہم پاکستانی اہلکار چونکہ مطلوبہ معیار پر نہیں ہیں لہٰذا صحیح طور پر مقیم لوگوں کو ڈرانا دھمکانا اور ان سے رشوت طلب کر کے مال بھی بنائے جا رہے ہیں۔ واپس بھیجنے کا عمل بھی سست اور تھکا دینے والا ہے۔ ادھر طالبان حکومت نے بھی اس بات کو ایک تلخ حقیقت کے طور پر قبول کر لیا ہے اور وہاں پر واپس آنے والے افغانوں کو بسانے کے انتظام کیے جا رہے ہیں۔ تاہم افغان حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں نے ایک سے زائد مرتبہ اس پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور پاکستان کو کہا ہے کہ پاکستان کو اس کے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بطور پاکستانی اور مسلمان یہ بات پریشان کن ہے کہ جس طالبان کی فتح کو دو سال قبل ہم پاکستان اور اسلام کی فتح کہہ رہے تھے اب اس سے جنگ کی راہ پر گامزن ہیں اس سلسلے میں ضروری ہے کہ ہم غیر جانبدارانہ طور پر معاملے پر غور کریں اور اس سلسلے کے سوالات کا جواب تلاش کریں تاکہ ہمارا موقف جذباتیت کی بجائے اعلیٰ اخلاقی اقدار، اصول اور قانون پر ہو۔ ہمارے

خیال میں سوالات اور اندازاً جوابات درج ذیل ہیں:۔

- کیا پاکستان نے 40 سال تک افغان مہاجرین کو پناہ دے کر اچھا سلوک کیا اور احسان کیا؟

پاکستان نے افغان لوگوں کو پناہ دے کر بڑا اچھا معاملہ کیا اور احسان کی روش اختیار کی مگر روس کا ارادہ صرف افغانستان نہیں تھا بلکہ پاکستان تک تھا۔ پاکستان نے کامیابی سے افغانستان سرزمین پر اپنے خطرے کا مقابلہ کیا اور روسی عزائم کو حکمت عملی، امریکی امداد اور افغان لوگوں کے ذریعے شکست تھی۔ اگرچہ ہم نے ان سے بہت اچھا سلوک کیا مگر ہمارا مفاد بھی اس میں شامل تھا۔

- کیا پاکستان نے 2001ء سے افغانستان کے معاملے میں امریکہ کا ساتھ دے کر اور اس کی کافی مدد کر کے افغانوں کے ساتھ زیادتی کی؟

جی ہاں، پاکستان نے 20 سال تک افغانوں کے خلاف امریکہ کا ساتھ دے کر اور اس کو وسائل، سامان رسد، سہولیات، معلومات دے کر صریح زیادتی کی۔ ہم اپنی مجبوری کے جو بھی جواز تلاش کریں وہ کم ہمتی کے اور عذر گناہ بدتر از گناہ کے ہیں۔ اب افغان اور طالبان اس معاملے میں پاکستان پر غصہ رکھتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ اس کو بھول کر ہمیں بڑا بھائی ہی سمجھیں جو کہ محال ہے۔ ہمیں بطور ملک اپنے اس کردار پر معذرت کرنی چاہیے، معافی مانگنی چاہیے اور اس کی تلافی کرنی چاہیے تبھی اس معاملے کو درست سمت میں لایا جا سکتا ہے اور اس کے بغیر ان کی ناراضگی ختم ہونا محال ہے۔ یہ تلافی کسی مستقبل کی رعایت کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے۔

- کیا پاکستان نے افغان طالبان اور طالبان پاکستان (اچھے اور برے طالبان) کی اصطلاح اور بیانیہ درست بنایا؟

پاکستان کا بیانیہ کمزور تھا یا زیادہ سے زیادہ اپنی کچھ دوہری چالوں پر پردہ ڈالنے کے لئے تھا۔ پاکستان کے کچھ لوگ خصوصاً پشتون طالبان کی مدد کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور وہ طالبان افغانستان کا حصہ تھے وہ یہاں سے مالی وسائل اکٹھے کرنے کے لئے قابل اعتراض سرگرمیوں میں بھی ملوث ہوئے۔ ہم نے اپنے فائدے کے لئے ایک بیانیہ بنایا۔ یہاں اپنے

علاقے میں فوجی آپریشن کیے اور اپنے مقامی لوگوں کو اپنے خلاف کیا۔ مذہبی لوگوں کو چپ کرانے کے لئے اچھے اور برے طالبان کا بیانیہ بنایا جو اس وقت چل گیا مگر اب جب طالبان افغانستان اور طالبان پاکستان کا تعلق واضح ہے تو یہ بیانیہ اصل میں بودا ثابت ہو رہا ہے۔

- کیا پاکستان کو اپنی سرزمین پر دہشت گردی کی کارروائیوں کے خلاف اقدامات کا حق حاصل ہے؟

پاکستان کو یہ حق ہمیشہ حاصل تھا اور اب جبکہ امریکہ کی مدد کا معاملہ ختم ہو گیا تو یہ حق مکمل طور پر حاصل ہے۔ مگر اس معاملے میں ہمیں کسی نسلی پہلو کو نمایاں نہیں کرنا چاہئے اور پاکستان کے اندر تمام دہشت گردی کے واقعات کے خلاف جامع اقدامات کرنے چاہئیں اور اگر اس میں کسی بھی ملک کے ملوث ہونے کے واضح ثبوت ہیں تو اس ملک کو فراہم کرنے چاہئیں اور اپنی سرحدوں پر معاملات بہتر کرنے چاہئیں۔

- اگر پاکستان افغانستان کو اپنے ملک میں دہشت گردی میں افغان زمین کے استعمال کے ثبوت دے اور طالبان کارروائی نہ کریں تو پاکستان کیا کرے؟

پاکستان کو پہلے تو اپنی سرحدوں کو مضبوط کرنا چاہئے اور مشکوک لوگوں کے ملک میں داخلے پر پابندی لگانی چاہئے مگر افغانستان کی سرزمین پر خود کوئی کارروائی نہیں کرنی چاہئے اور طالبان پر کارروائی کے لئے دباؤ بڑھانا چاہئے۔

- کیا طالبان قیادت ڈیورنڈ لائن کو تسلیم نہ کرکے اور اسے فرضی لکیر قرار دے کر درست کر رہی ہے؟

طالبان قیادت خصوصاً ملا یعقوب تسلسل سے ڈیورنڈ لائن سرحد کے خلاف اور اس کے فرضی ہونے پر بیانات دے رہے ہیں جو کہ کوتاہ نظری اور وقتی جذبات کو ظاہر کرتا ہے اور غلط ہے۔ پاکستان کے مسلمان پاکستان سے بڑی محبت کرتے ہیں مگر فوقیت اسلام کو ہی دیتے ہیں۔ اگر افغان طالبان ڈیورنڈ لائن کو مان کر اگلے چند سال اپنے ملک میں نفاذ اسلام اور ترقی کے لئے محنت کریں تو عین ممکن ہے کہ یہاں بھی ایسا ہی نظام آجائے گا۔ اگر اس کی بجائے وہ ڈیورنڈ لائن کو نہ مان کر کچھ علاقے کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں تو وہ اپنے آپ پر ایک نسلی علاقے اور نسلی حکومت کی

چھاپ لگا لیں گے اور خواہ مخواہ اپنے پڑوسی ملک سے الجھ کر اپنی توانائیاں غلط سمت میں ضائع کریں گے اور اس طرح کی جنگ بڑی بدقسمتی ہوگی۔ طالبان کو اسلامی اور طویل مدتی سوچ رکھنا چاہئے۔

- کیا پاکستان کا غیر قانونی طور پر مقیم افغانوں کو اپنے کم وقت کے نوٹس پر نکالنا مناسب ہے؟

نہیں، پاکستان اگر ان کو واپس بھیجنا چاہتا ہے تو اس سے کافی زیادہ مدت کا پروگرام ہونا چاہئے تاکہ افغانی اپنی واپسی کو بہتر طور پر کر سکیں۔ ان کی جائز شکایات کی دادرسی کا کوئی موثر فورم بھی ہونا چاہیے۔ ان کے اثاثے ان سے مناسب قیمت پر خریدے جانے چاہئے اور یہ کام پاکستان اور طالبان دونوں حکومتوں کے مناسب انتظامات سے ہونا چاہئے۔

- کیا پاکستان کی حکومت کا رویہ کہ ”طالبان حکومت اپنے معاملات ہماری زیرِ نگرانی طے کرے اور ہمیں بڑے بھائی کے طور پر لے کر چلے“ درست ہے؟

نہیں۔ افغانستان کی حکومت اپنے معاملات چلانے میں آزاد ہے، دونوں حکومتوں میں باہمی گفت وشنید اور برابری کی بنیاد پر باتیں طے ہوسکتی ہیں مگر پاکستان کا خودساختہ بڑے بھائی کا کردار درست نہیں۔

- کیا پاکستان کا طالبان کو تسلیم نہ کرنا اور مختلف عالمی فورم پر اس کے خلاف بیانات دینا درست ہے؟

پاکستان کو طالبان حکومت کو تسلیم کرنا چاہئے تاہم پاکستان کی مغربی ممالک سے تعلقات اور معاشی مجبوریاں اس میں رکاوٹ ہیں۔ تاہم پاکستان کو کم از کم غیر علانیہ طور پر تعلقات رکھنے چاہئیں اور کم از کم افغانستان کے خلاف عالمی فورمز پر بیانات بالکل نہیں دینے چاہئیں۔

- کیا پاکستان کا بطور ہمسایہ افغانستان سے رویہ درست ہے؟

پاکستان کا بطور ہمسایہ رویہ بہت بہتر ہونا چاہئے۔ بطور ہمسایہ وہ اسلام کے رشتے کے علاوہ پاکستان کے لئے وسطی ایشیا کے ممالک کی راہداری بھی ہے۔ ہم افغانستان کے لوگوں کی عزتِ نفس مجروح کرنے کے عادی ہو گئے ہیں جیسا کہ لمبا انتظار کروانا، سہولیات نہ دینا اور رشوت وغیرہ۔ ہمیں اس رویہ کو ترک کر کے ان سے برابری کا سلوک کرنا چاہئے۔

الحمد للہ

# ضمیمہ خصوصی

# انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ کے پچیس 25 سال

## 1998ء تا 2023ء

# فہرست


| | | |
|---|---|---|
| 1 | ابتدائیہ | 33 |
| 2 | شکر واجب ہے | 35 |
| 3 | تعارفِ انجمن | 41 |
| 4 | 25 سالہ سرگرمیوں کا طائرانہ جائزہ | 43 |
| 5 | تاریخ انجمن ــــ قدم بہ قدم | 47 |
| I | 1950ء-1998ء ایک فرد ــــ ایک انجمن | |
| II | 1998ء تاسیسی لمحات | |
| III | پہلا ایک سال | |
| IV | 1999ء تا 2023ء ــــ سفر جاری ہے | |
| 6 | اہل علم حضرات کے خصوصی پیغامات | 75 |
| 7 | انجمن سے تعاون کیسے؟ | 94 |

# ابتدائیہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ کے قیام کو 25 سال مکمل ہو چکے ہیں۔ یہ خصوصی ضمیمہ اسی طویل سفر کی یادداشت کے طور پر شائع کیا جارہا ہے۔ یہ سفر صرف 25 سال پر محیط نہیں ہے بلکہ اس سے قبل ایک دہائی کی محنت بھی اس کا حصہ ہے۔

قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق کہ ﴿لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ﴾ اس ضمیمہ کا آغاز ''شکر واجب ہے'' کے عنوان سے صدر مؤسس محترم فاروقی صاحب مرحوم کے ایک مضمون سے ہے جو انھوں نے کہ 2007ء میں ماہنامہ حکمت بالغہ کے اجراء کے موقع پر لکھا تھا اور آج بھی یہ الفاظ اسی طرح زندہ ہیں اور ہمارے دلوں کی آواز ہیں۔

انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ کا تعارف، ہیئت اور 25 سال کی سرگرمیوں کا ایک طائرانہ جائزہ بھی اس ضمیمے کا حصہ ہیں۔

تاریخ انجمن کے باب کے تحت 1998ء سے قبل صدر مؤسس کی ذاتی کاوشوں اور 1998ء اور اس کے بعد کے حالات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قارئین کرام کے ذہنوں میں اس وقت کی دھندلی سی تصویر آجائے اور ____ اُس عزم اور جذبہ کا احساس ہو سکے جس کے تحت اس کام کا آغاز کیا گیا تھا۔ مزید براں اس عزم اور جذبے کو ساتھ لے کر آج تک کی

سرگرمیوں کے اہم سنگ میل بھی اسی باب کے تحت آ گئے ہیں۔

اس خصوصی ضمیمے کے لیے ہماری درخواست پر بہت سے لوگوں نے اپنے خصوصی مضامین اور یادداشتیں بھی ارسال کی ہیں جو کہ اس اشاعت کا حصہ ہیں۔

آخر میں اس کارِ خیر میں حصہ لینے کے ممکنہ طریقوں کے تذکرہ پر مشتمل ایک مضمون ____انجمن سے تعاون کیسے؟___ کے عنوان سے شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ادارے کو تا ابد الآباد قائم رکھے اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے ہونے والی اجتماعی کوششوں میں اس ادارے کا وافر حصہ مختص فرمائے۔

**آمین یارب العالمین**

عبداللہ اسماعیل

صدر انجمن

# شکر واجب ہے

(از حکمت بالغہ، جنوری 2007ء)

انجینئر مختار فاروقیؒ

انسان ایک مل جل کر رہنے والا حیوان ہے اور ہر باشعور شخص جانتا ہے کہ اس کا واسطہ ہر روز بہت سے دیگر انسانوں سے پڑتا ہے اور یہ بھی احساس انسان کے اندر دل کی گہرائیوں میں ہے کہ روزانہ ایسے کئی مواقع آتے ہیں جب انسان مجبور محض ہو کر کائنات کے مالک وخالق کو ہی متوجہ کرتا ہے اور اسی سے فریاد کرتا ہے یا کم از کم یہ کہہ کر کہ ''اب تو اللہ ہی مالک ہے'' اپنے آپ کو بے بس پاتا ہے۔ ایسے ہی مواقع ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی ذات رحیم و کریم بے پایاں رحم کرتی ہے اور انسان کو دوبارہ صحت منداور وسائل سے مالا مال کردیتی ہے۔ اسی طرح ہر انسان کا یہ تجربہ ہے کہ اگر اسی کے والدین، سگے بھائی، بہنیں، رشتہ دار، برادری اور مخلص محلّہ دار ساتھ نہ دیں اور دیگر اچھے انسان معاشرے میں موجود نہ ہوں تو شاید زندگی بے معنیٰ ہو کر رہ جائے۔

یہی احساسات ہیں جو انسان کے اندر تشکر اور احسان مندی کے جذبات پیدا کرتے ہیں اور انسان ہر محسن کا شکریہ ادا کرنے کیلئے اپنے اندر دل کی گہرائیوں میں جذبات کا ایک سرچشمہ موجزن پاتا ہے۔ اگرچہ بعض ظاہر بین لوگ صرف سامنے آنے والے افراد ہی کا شکریہ ادا کر کے بس مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم نے اپنے اوپر وارد ہونے والے احسانات اور ملنے والی اچھائیوں کا بدلہ دے دیا ہے مگر جو لوگ بھی ذرا گہرے غور و فکر سے کام لیتے ہیں اور Apprearance کے ساتھ Reality کو بھی پہچانتے ہیں وہ ایسے مواقع پر ظاہری محسنین کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنے والے محسنین کو بھی نظر انداز نہیں کرتے اور ان کی اہمیت

وقد رومنزلت پہچان کران کا بھی شکریہ ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے۔اس پر بھی مزید یہ ہے کہ اگر نگاہ صرف ''رنگ و بو'' میں الجھی ہوئی نہیں ہے تو انسان اپنے محسن حقیقی کو سامنے رکھتا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اپنے اوپر وارد ہونے والے ہر احسان کے پیچھے دراصل اسی کی نوازشات و عنایات کو محسوس کرتا ہے اور انسانوں سے زیادہ اس خالق و مالک اور محسن و منعم حقیقی کا شکریہ ادا کرنے پر اپنے آپ کو آمادہ پاتا ہے جو ہے ہی سارے اور کل شکر کا مستحق و سزاوار۔ للہ الحمد۔

الحمدللہ،اس ذات نے یہ توفیق دی ہے کہ اپنے محسنوں کو یاد کر کے ان کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہیں اور ان کا ممکنہ طریقوں سے شکریہ ادا کرتے رہیں بلکہ اس ذات باری تعالیٰ نے یہ شعور بھی دیا ہے کہ اس ذات برحق اور محسن حقیقی کے بے پایاں احسانات کا شکریہ ادا کریں اور اس کے مواقع بھی دیئے ہیں،مگر ہم گنہگار اور خطا کار لوگ اپنے رب کا شکر ادا کرنے کا حق تو کیا ادا کریں گے واجبی سا شکر ادا کرنے میں بھی کوتاہی کرتے ہیں۔وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (اور بہت تھوڑے ہیں میرے بندوں میں شکر کرنے والے)۔

ہم اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کے باوجود اس ذات باری تعالیٰ کی مہربانیوں کا سلسلہ اس کی اپنی شان کے شایان جاری ہے۔ جھنگ جیسے علاقے میں رجوع الی القرآن کا کام، پھر تھوڑے ہی عرصے میں قرآن اکیڈمی کا قیام، انجمن خدام القرآن کی رجسٹریشن اور بہت ہی اچھی عمارت کی فراہمی، یہ سب اسی محسن حقیقی کے احسانات ہیں۔''حکمت بالغہ'' کے نام سے ایک ماہنامے کا اجراء ایک حالیہ اور وقیع احسان ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔اس پر بھی اس ذات باری تعالیٰ کا شکر واجب ہے۔

قرآن اکیڈمی جھنگ سے ''حکمت بالغہ'' کے نام پر ایک پرچے کا اجراء ہونا ایک ذریعہ اظہار ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس موقع پر اولاً تو ایک دعا ہے جو زبان پر آ رہی ہے کہ!

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنَا رُشْدَنَا وَ اَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

''اے اللہ! تو ہمیں ہمارے کاموں سے متعلق ہدایت عطا فرما اور ہمیں ہمارے اپنے نفسوں کی شرارتوں (نفسانی خواہشات کے شر) سے بچا اور اعمال میں بُرے (کاموں) سے بچا''

مزید برآں گھر سے نکلنے کی ایک مسنون دعا بھی اس قلمی سفر کے آغاز پر زبان پر ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ (الطبرانی)

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں (سیدھے) راستے سے ہٹ جاؤں یا ہٹا دیا جاؤں یا میں پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں یا میں (کسی پر) ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں کسی کے ساتھ جہالت کا برتاؤ کروں یا میرے ساتھ جہالت کا برتاؤ کیا جائے''۔

''حکمت بالغہ'' کے اجراء کے اہم موقع پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کر کے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے الحمد للہ، کہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کا یہ فرمان بھی سامنے ہے کہ مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللہ (ترمذی) جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی (حقیقی) شکر گزار نہیں ہو سکتا۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہ تمام افراد اور ادارے ہماری نگاہوں کے سامنے آ رہے ہیں جنہوں نے رجوع اِلی القرآن کے ضمن میں انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ کے قیام اور قرآن اکیڈمی کی تعمیر میں کسی درجے میں بھی (دامے، درمے، سخنے) مدد اور اعانت کی ہے۔ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے تو لامحدود علم میں ہیں ہی سہی اور ان حسنات کا اجر بھی اسی اللہ تعالیٰ کی ذات برحق نے عطا فرمانا ہے۔ تاہم مختلف شخصیات کا نام لیے بغیر کاموں کی تفصیل درج کر کے تذکرہ کرنا فائدہ سے خالی نہیں۔ اور وہ تفصیل یہ ہے

قرآن اکیڈمی جھنگ سے وابستہ حضرات اور رجوع الی القرآن سے دلچسپی رکھنے والے تمام حضرات کی طرف سے بالعموم اور راقم کی طرف سے بالخصوص انتہائی شکریے کے مستحق ہیں جنہوں نے بھی درج ذیل کاموں میں ہمارے ساتھ تعاون کیا:۔

☆ 1998ء__99ء کے دوران جنہوں نے دروسِ قرآن کا انعقاد کیا اور عربی کلاسوں میں دلچسپی لی (یہ دروس قرآن جھنگ سٹی، جھنگ صدر اور سیٹلائٹ ٹاؤن میں منعقد ہوتے رہے) وہ تمام حضرات شکریہ کے مستحق ہیں۔

☆ مختلف مساجد میں خطابِ جمعہ اور دروسِ قرآن کا انعقاد ہوتا رہا بعض مساجد کے

ذمہ دار حضرات نے ہر قسم کے پروگراموں کے انعقاد کے لیے کھلے دل سے اجازت دی۔ وہ تمام حضرات بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

☆ رمضان المبارک کے دوران ترجمۃ القرآن کا پروگرام 1998ء میں شروع کیا گیا۔ جامع مسجد خواجہ عبید اللہ صاحب (گنبدوں والی مسجد) محلّہ سلطان والا میں یہ پروگرام 2004ء تک منعقد ہوتا رہا، اس پروگرام کے انعقاد اور اس کے دوران چائے کی خدمت اور دیگر سہولیات پر مسجد کی انتظامیہ اور ذمہ دار حضرات انتہائی شکریہ کے مستحق ہیں۔ الحمد للہ پندرہ روزہ درس قرآن میں مسلسل قرآن مجید کا مطالعہ ابھی بھی اسی مسجد میں جاری ہے آج کل سورۃ مریم زیرِ درس ہے۔

☆ عربی کلاسوں کے اجراء کے سلسلے میں بار روم میں عربی کلاس کا انعقاد ہوا، مختلف مساجد اور نجی مکانوں پر کورسز ہوئے اس سلسلے میں بھی جن حضرات نے تعاون فرمایا وہ انتہائی شکریہ کے مستحق ہیں۔

☆ 1999ء اور 2000ء کی گرمیوں کی تعطیلات کے دوران 25 روزہ فہم القرآن کورسز کا انعقاد ہوا اس سلسلے میں لوگوں نے حد درجہ دلچسپی لی اور بھرپور شرکت کی۔ یہ پروگرام (اپنی جگہ نہ ہونے کے باعث) معروف درس گاہ اسلامیہ ہائی سکول جھنگ میں منعقد ہوئے ہم اس سکول کی اس وقت کی انتظامیہ اور متعلقہ حضرات کے بے حد مشکور ہیں۔

☆ انجمن خدام القرآن جھنگ کی رجسٹریشن کے سلسلے میں اگرچہ درخواست تو 1998ء میں لاہور میں بھجوائی گئی تھی مگر اس وقت انجمنوں کی رجسٹریشن پر پابندی تھی یہ پابندی 2002ء میں ضلعی حکومتوں کے نظام کے روبعمل آنے کے بعد اٹھائی گئی اور ساتھ ہی یہ کام ضلعی حکومتوں کے سپرد ہوا۔ مئی 2002ء میں انجمن کی رجسٹریشن ہوئی اس سلسلے میں بہت سے دوستوں اور بہی خواہوں نے تعاون کیا اور اس مشکل کام کو آسان کرا دیا، وہ سب بھی شکریے کے مستحق ہیں۔

☆ انجمن کے Founder Members میں بہت سے قابل احترام افراد کے اسمائے گرامی ہیں انہوں نے اس کام میں ابتدائی مراحل میں تعاون کیا وہ سب بھی اس رجوع اِلی القرآن کی مساعی میں تعاون پر شکریہ کے مستحق ہیں۔

☆ انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ کے لئے زمین کی خریداری کے لئے مشاورت اور تعاون کے سلسلے میں بہت سے افراد نے وقت دیا اور صحیح مشورے دیے پھر موقع کے انتخاب کے

بعد زمین کی خریداری کے لیے تعاون فرمایا، پلاٹوں کی انجمن کے نام رجسٹریشن میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے میں بعض افراد کا بڑا حصہ ہے، ہم ان سب کے شکر گزار ہیں۔

☆ انجمن کے پلاٹ پر قرآن اکیڈمی کی تعمیرات کے لیے فیصلہ ہوا کہ Project کا باقاعدہ نقشہ بنا کر یہ کام شروع کیا جائے، نقشہ بنانے اور اس کی منظوری میں بہت سے افراد نے بے حد ایثار اور خلوص کا اظہار فرمایا، ہم ان تمام حضرات کے بے حد شکر گزار ہیں۔

☆ قرآن اکیڈمی کی تعمیرات کے لیے فنڈز کی فراہمی ایک اہم مسئلہ تھا اور اب بھی ہے جن حضرات نے بھی اس سلسلے میں تعاون کیا اور ابھی کر رہے ہیں وہ حضرات بھی درجہ بدرجہ شکریہ کے مستحق ہیں۔

☆ قرآن اکیڈمی کی تعمیر کے آغاز کے تھوڑے ہی عرصہ بعد جیسے ہی کچھ حصہ قابل استعمال ہوا وہاں عربی کلاسوں، 25 روزہ قرآن فہمی کے کورسز اور دیگر سرگرمیوں کا آغاز ہو گیا۔ ماہانہ درسِ قرآن (پروگرام) کا سلسلہ جنوری 2004ء سے جاری ہے جو حضرات بھی ان پروگراموں کو رونق بخشتے ہیں وہ حضرات بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

☆ اکیڈمی میں ماہانہ پروگراموں میں شہر کے معروف علماء وقتاً فوقتاً کمال مہربانی سے مختلف تقاریب میں تشریف لائے اور اکیڈمی میں قدم رنجہ فرمایا۔ ہم ان تمام اہل علم حضرات کے دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہیں۔

☆ قرآن اکیڈمی میں اب کثیر تعداد میں لوگ معلومات اور پروگراموں کی تفصیل جاننے کے لیے تشریف لاتے رہتے ہیں وہ تمام حضرات بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

☆ 2005ء کے رمضان المبارک سے تراویح کے ساتھ ترجمۃ القرآن کا پروگرام اب اکیڈمی میں ہی ہوتا ہے، اعتکاف کا بھی انتظام ہوتا ہے جن حضرات نے بھی ان پروگراموں میں شرکت کی ہے اور ان پروگراموں کو کامیاب بنایا ہے ہم ان کے بھی بے حد شکر گزار ہیں۔

☆ ماہنامہ حکمت بالغہ کے اجراء کے راستے میں بہت سی رکاوٹیں اور پیچیدگیاں حائل تھیں۔ اس سلسلے میں بھی ہمارے بہت سارے محسنین نے بے لوث تعاون فرمایا اور موقع بہ موقع مفید مشورے دیے اور سال سے زیادہ عرصے پر پھیلی ہوئی ان کوششوں کو بار آور بنا دیا۔ یقیناً جن

حضرات نے بھی اس سلسلے میں کوئی بھی کام کیا، یا ساتھ دیا، یا تعاون کیا، چاہے ان کے نام اس وقت ذہن میں آ رہے ہیں یا نہیں، وہ سب کے سب بہت ہی زیادہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ قرآن اکیڈمی سے اس پرچے کے اجراء کے سلسلے میں ان کی مساعی بھی نہایت قابل قدر ہیں۔

◐ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام حضرات کو ان کی مساعی اور کوششوں کا کما حقہ اجر عطا فرمائے۔ (آمین)

☆ ایک مشہور محاورے LAST BUT NOT THE LEAST کے مصداق، اب تذکرہ کے لائق وہ حضرات اور محسنین ہیں جن کے احسانات ذاتی طور پر راقم الحروف پر انتہائی درجہ کے ہیں ان کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ہے۔ یہ وہ عظیم اور مخلص حضرات ہیں جن کی سعی و محنت اور دعاؤں سے راقم ادنیٰ درجے میں سہی، دین کی کسی خدمت کے قابل ہوا ہے۔

اگر چہ راقم کا ارادہ ہے کہ 'ماہنامہ حکمت بالغہ' کے آئندہ پرچوں میں اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اور فرصت میسر آئی تو ان تمام حضرات کا تذکرہ قدرے تفصیل سے کر دیا جائے جن سے کسی نہ کسی درجے میں راقم نے اکتسابِ فیض کیا ہے یا جن شخصیات کی تحریروں سے بالواسطہ استفادہ کیا ہے۔

تاہم اختصار کے ساتھ اصولی طور پر اتنا کہنا یہاں بھی بے جا نہ ہوگا کہ وہ تمام حضرات جن کی دعاؤں، کاوشوں، تعلیمی تدریسی مساعی سے راقم اس بات کے قابل ہوا ہے کہ آج وہ دین کی کسی خدمت کی ادائیگی میں مصروف ہے یا دل میں جذبہ اور ارادہ رکھتا ہے وہ تمام حضرات راقم کے نزدیک انتہائی شکریہ کے مستحق ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان محسنین کو جو دنیا سے کوچ کر چکے ہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے (آمین) اور جو مہربان ابھی حیات ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تا دیر رکھے اور ان کو اپنے دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ اس بات کی توفیق مرحمت فرمائے کہ میں ان کے احسانات کا بدلہ دے سکوں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب اور رحمت بے پایاں سے میری طرف سے ان کے احسانات کا بدلہ دے اور ان کو دنیا اور آخرت میں کامیاب کرے۔ (آمین)

# تعارف

## انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ



- انجمن خدام القرآن جھنگ ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے، جس کا مقصد قرآن کی تعلیمات کو عام کرنا اور اعلیٰ علمی سطح پر پیش کرنا ہے تاکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی راہ ہموار ہو سکے۔
- انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ 1998ء میں قائم ہوئی۔ اس کا دفتر قرآن اکیڈمی واقع لالہ زار کالونی نمبر 2 ٹوبہ روڈ جھنگ، میں قائم ہے۔
- انجمن کے دستور کے مطابق ابتداءً انجمن کے جملہ کام کی نگرانی صدر مؤسس (مختار فاروقی مرحوم) کے ذمہ تھی جو کہ تاحیات منتخب کیے گئے تھے۔ ان کی وفات کے بعد حسب دستور یہ ذمہ داری مجلس شوریٰ کو اجتماعی طور پر منتقل ہوگئی جس نے صدر مؤسس کی وفات کے بعد اپنے پہلے اجلاس میں موجودہ صدر (عبداللہ اسماعیل) کو کثرتِ رائے سے منتخب کیا۔
- انجمن کے کام کو چلانے کے لیے مجلس عاملہ (Executive Committee) موجود ہے جو کہ 7 ارکان پر مشتمل ہے۔ مجلس عاملہ کا اجلاس ماہانہ بنیادوں پر منعقد ہوتا ہے۔
- مشورہ انسانی ضرورت ہے اور اس سے بڑھ کر ایک دینی تقاضا ہے۔ انجمن کے کام کو آگے بڑھانے کے مشورہ کے لیے ایک مجلس شوریٰ ہے جو کہ مجموعی طور پر انجمن کے کاموں کی نگران ہے۔ مجلس شوریٰ کے ارکان کی تعداد 14 ہے، جن میں سے 6 اراکین حلقہ مؤسسین و محسنین سے، 2 اراکین حلقہ مستقل ارکان سے جبکہ 6 اراکین حلقہ عام ارکان سے لیے جاتے ہیں۔ اراکین کا چناؤ 4 سال کیلئے کیا جاتا ہے۔ شوریٰ کا اجلاس

سہ ماہی بنیادوں پر منعقد ہوتا ہے۔

- انجمن کے جملہ اراکین کو 4 حلقہ جات میں تقسیم کیا گیا:

**(i) حلقہ مؤسسین:** وہ لوگ جنھوں نے انجمن کی تشکیل کے بعد رجسٹریشن کے چھ ماہ کے اندر (یعنی 30-11-2002 تک) یکمشت ایک ہزار روپے ادا کیے اور ماہانہ کم از کم پچاس روپے ادا کررہے ہیں۔ان کی کل تعداد 34 ہے(اوراب اس تعداد میں اضافہ ممکن نہیں)۔

**(ii) حلقہ محسنین:** وہ لوگ جو تشکیل انجمن کے بعد کسی مرحلہ پر انجمن کے ممبر بننے کا فارم پُر کریں گے اور یکمشت دس ہزار روپے اور ماہانہ کم از کم پانچ سو روپے ادا کرتے رہیں گے۔

**(iii) حلقہ مستقل اراکین:** یعنی وہ لوگ جو یکمشت پانچ ہزار روپے اور ماہانہ کم از کم تین سو روپے ادا کرتے رہیں گے۔

**(iv) حلقہ عام اراکین:** یعنی وہ لوگ جو یکمشت تو کچھ ادا نہ کریں لیکن پچاس روپے ماہانہ زرِتعاون ادا کرتے رہیں گے۔

- حلقہ محسنین و مستقل و عام اراکین کی کل تعداد تقریباً 193 ارکان ہے۔
- انجمن کا اجلاسِ عام سالانہ بنیادوں پر باقاعدگی سے منعقد ہو رہا ہے، جس میں سالانہ کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے اور آڈٹ رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔

> اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو ترقی نصیب فرمائے اور اس کے جملہ اراکین کو ان کی مساعی کا بہترین اجر عطا فرمائے۔آمین

# انجمن خدام القرآن جھنگ کی
# 25 سالہ سرگرمیوں کا طائرانہ جائزہ

1۔ قرآن اکیڈمی جھنگ: قرآن اکیڈمی جھنگ چھ کنال پر محیط ہے اوراس میں جامع مسجد، دفاتر، رسالے کی کمپوزنگ، لائبریری، دارالمطالعہ، آڈیٹوریم، مہمان خانے، طلباء کی قیام گاہیں، وسیع پارکنگ اور رہائش گاہیں وغیرہ کی سہولیات میسر آ چکی ہیں۔

2۔ 25 روزہ قرآن فہمی کورس: یہ کورس بعنوان ''پھر سوئے حرم لے چل'' جو کہ قرآن حکیم، حدیث مبارکہ، تاریخ اسلام، کلامِ اقبال، آسان عربی اسباق اور دیگر نصابی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے، یہ کورس قرآن اکیڈمی جھنگ وقفہ وقفہ سے کل وقتی اور جز وقتی طور پر منعقد ہوتا ہے اوراب تک 74 کلاسز منعقد ہو چکی ہیں۔ جن سے تقریباً ایک ہزار سے زائد طلباء استفادہ کر چکے ہیں۔

3۔ آسان عربی کلاس: قرآن فہمی کے لیے عربی زبان سے واقفیت بھی ضروری ہے اوراس کے لیے انجمن کے زیرِ انتظام عربی کلاسز کا انعقاد وقتاً فوقتاً جاری رہتا ہے۔

4۔ ماہنامہ حکمت بالغہ: ماہنامہ حکمت بالغہ کا اجراء جنوری 2007ء سے ہوا اور تا حال باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔اس دورانیے میں حکمت بالغہ کے درج ذیل خاص نمبر شائع ہوئے:

| | | |
|---|---|---|
| 1 | حقیقت انسان نمبر | دسمبر 2007ء |
| 2 | حقیقت علم نمبر | اگست 2008ء |
| 3 | احیاء العلوم نمبر | مئی 2009ء |
| 4 | دو قومی نظریہ اور پاکستان کا نظریاتی نظام تعلیم نمبر | دسمبر 2010ء |
| 5 | حقوق نسواں نمبر | جون 2011ء |

| | | |
|---|---|---|
| 6 | یاجوج ماجوج نمبر | ستمبر 2012ء |
| 7 | الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | اکتوبر 2013ء |
| 8 | جنوبی ایشیا میں ہندو مسلم نظریاتی کشاکش...... | نومبر 2014ء |
| 9 | حکمت اقبال ہی نظریۂ پاکستان ہے | نومبر 2015ء |
| 10 | احیائے فکر اقبال نمبر | نومبر 2016ء |
| 11 | بادشاہ، پرنس اور ارب پتی یا درویش حکمران | نومبر 2017ء |
| 12 | وسائل رزق پر قبضہ، ارتکاز دولت......اور...... | نومبر 2018ء |
| 13 | ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی | نومبر 2019ء |
| 14 | اقبال و جناح کے پاکستان کا استحکام و بقا...... چند عملی اقدامات | نومبر 2020ء |
| 15 | یادِ فاروقی نمبر | نومبر 2021ء |

5۔ مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ: مکتبہ کے تحت درج ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں:

| نمبر شمار | تصانیف | صفحات |
|---|---|---|
| 1 | خیریت تعلّم و تعلیم قرآن مجید اور ہماری ذمہ داریاں | 16 |
| 2 | جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال 1910ء۔2010ء | 168 |
| 3 | یاجوج ماجوج؟ | 196 |
| 4 | 21 اسلامی انقلابی شخصیات (حصہ اول، دوم، سوم) | -- |
| 5 | 21 اسلامی انقلابی شخصیات (مکمل) (زیر طبع دوم) | 316 |
| 6 | صہیونیت، قرآن مجید کے آئینے میں (طبع دوم) | 304 |
| 7 | 10 علامات قیامت حدیث مبارکہ کی وضاحت | 128 |
| 8 | امت مسلمہ کے مستقبل کی تشکیل نو میں اہل قلم کا رول | 24 |
| 9 | درس قرآن کی تیاری کیسے کریں؟ | 72 |
| 10 | تعمیر سیرت و کردار | 320 |
| 11 | تعمیر سیرت و کردار کے 15 ابواب کے الگ الگ کتابچے | ---- |

| | | |
|---|---|---|
| 12 | قرآن مجید کے حقوق | 20 |
| 13 | بھارت اور پاکستان کے مابین مذہبی، سیاسی اور نفسیاتی کشاکش کا انجام؟ | 28 |
| 14 | اسلامی نظریہ اور ریاست پاکستان | 24 |
| 15 | بصری مشاہدہ و نظری حقیقت | 72 |



6۔ ماہِ رمضان المبارک کی سرگرمیاں: ماہِ رمضان سے قبل شہر کے مختلف مقامات پر استقبالِ رمضان کے پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ دورانِ رمضان باقاعدگی سے دورۂ ترجمہ القرآن اور خلاصۂ قرآن کے پروگرام کا متعدد مقامات پر اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ 98ء سے جاری ہے۔

7۔ ہفتہ وار ترجمہ القرآن نشست: رمضان المبارک کے علاوہ قرآن مجید کے ترجمہ و مختصر تشریح کی ہفتہ وار نشست مسلسل جاری رہتی ہے۔ ملت کالج، کراؤن پلازہ اور بعد ازاں جامع مسجد قرآن اکیڈمی میں متعدد بار قرآن مجید کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اس وقت یہ نشست بروز جمعہ صبح 11:00 بجے تا 12:40 بجے جاری رہتی ہے۔

8۔ دروسِ قرآن: جھنگ اور گردونواح میں درسِ قرآن کے سلسلے 25 برس سے جاری ہیں۔ اس وقت بھی شہر میں 12 مقامات پر روزانہ، ہفتہ وار، پندرہ روزہ اور ماہانہ بنیادوں پر یہ سلسلے جاری ہیں۔

9۔ دروسِ قرآن برائے خواتین: قرآن اکیڈمی میں خواتین کے لیے تربیتی پروگرام گزشتہ دس سال سے جاری ہیں۔ اس وقت بھی قرآن اکیڈمی کے خواتین ہال میں خواتین کا ایک ماہانہ تربیتی پروگرام اور ایک ہفتہ وار درسِ قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔

10۔ خصوصی تقاریب: قرآن اکیڈمی کے تحت سال کے مختلف اوقات میں مناسب مواقع خصوصی تقاریب کا انعقاد جاری رہتا ہے۔ اسی سلسلے میں 20 اسلامی انقلابی نامور شخصیات کے عنوان سے ماہانہ سیمینار 2006ء سے 2008ء تک جاری رہے۔ اس کے علاوہ ''جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال''، ''انسانیت کا مستقبل قرآن مجید سے وابستہ ہے''، ''27ویں شب: نزولِ قرآن، رحمتوں، برکتوں اور قیامِ پاکستان کی رات''، ''استحکامِ پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں'' اور ''فکر اقبال کی روشنی میں پاکستان کا نظامِ تعلیم'' کے عنوانات کے تحت بھی سیمینار منعقد ہوئے جن میں ملک کی نامور اہل علم شخصیات نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

11۔ تقسیم الکتاب: قرآن فاؤنڈیشن لاہور کی جانب سے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں

اچھی کارکردگی دکھانے والے طلباء کو قرآن مجید کا اردو ترجمہ وتفسیر 'الکتاب' کا تحفہ دیا جاتا ہے۔ جھنگ اور گردونواح میں یہ ذمہ داری انجمن جھنگ احسن طریقہ سے ادا کر رہی ہے۔

12۔ لائبریری اور دارالمطالعہ: قرآن اکیڈمی جھنگ میں الھدیٰ لائبریری قائم ہے جس میں تفاسیر، حدیث، سیرت اور دیگر علوم وفنون کی کتب اور آڈیو ویڈیو مواد برائے مطالعہ دستیاب ہے اور مکتبہ کی کتب اور ماہنامہ حکمت بالغہ کے تبادلہ میں 50 سے زائد رسائل و جرائد موصول ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی کے بیرونی کونے میں 'دارالمطالعہ' قائم کیا گیا ہے جس میں دینی کتب، اسلامی لٹریچر، کتابچے، رسائل، اخبار اور دیگر لوازمات مہیا کیے گئے ہیں۔ دارالمطالعہ کے اوقات عصر تا عشاء ہیں۔

13۔ شعبہ مالیات: انجمن جھنگ کے مالی معاملات اور اثاثہ جات کی نگرانی شعبہ مالیات کے ذمے ہے جو کہ احسن طریقے پر اپنی ذمہ داری ادا کر رہا ہے۔ ہر سال کا مالیاتی آڈٹ ہوتا ہے اور سالانہ اجلاسِ عام میں پیش کیا جاتا ہے۔

14۔ صدرِ مؤسس کی ذاتی مصروفیات: ◐ اسی دوران جھنگ میں دیگر علمائے کرام سے رابطہ رہا۔صدر انجمن ذاتی حیثیت اور صدرِ انجمن کی حیثیت سے مختلف ملکی تحریکوں، ملّی یکجہتی کونسل، دفاع پاکستان کونسل وغیرہ میں شریک رہے۔ ◐ دوسرے شہروں میں بھی 25 روزہ کلاس کی طرح مختلف مضامین پر لیکچر دیتے رہے۔ ◐ علامہ اقبال، ڈاکٹر رفیع الدین اسلامی فلسفہ اور مشاہیر کے پیغام کو پھیلانے کے لیے مختلف کانفرنسوں میں شرکت کی اور پیغام پھیلایا۔

◐ صدر انجمن اس دوران تنظیم سے مسلسل وابستہ رہے اور اس کے مرکزی مدرس کی حیثیت سے ملک کے طول وعرض اور ماہانہ شوریٰ کے اجلاسوں میں لاہور شرکت کرتے رہے۔

◐ قانونی پہلوؤں کے لحاظ سے ناموسِ رسالت اور ناموسِ صحابہ کے لیے جھنگ کے مختلف وکلاء سے مل کر اہم کام کیا گیا۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان مساعی کی قبول فرمائے۔ان میں برکت ڈالے اور کام میں خلوص اور اثر پیدا فرمادے تا کہ ہم قیامت کے دن اللہ کے فضل کے مستحق ٹھہریں۔ آمین

تاریخ انجمن I







# 1950ء تا 1998ء

# ایک فرد ___ ایک انجمن

(انجینئر مختار حسین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ)

- انجمن خدام القرآن جھنگ کے روحِ رواں اور بانی صدر مختار حسین فاروقی کا تعلق جھنگ ہی سے تھا اور وہ جھنگ صدر کے محلّہ چمن پورہ میں 8 ستمبر 1950ء کو پیدا ہوئے۔
- گھر کا ماحول روایتی دینی تھا اور قرآن کی تلاوت اور عبادات پر زور تھا۔ ان کے والد صاحب دینی علم رکھتے تھے اور مختلف مساجد میں خطیب اور امام رہے۔
- ابتدائی تعلیم جھنگ سے حاصل کی اور 1965ء میں اسلامیہ ہائی سکول جھنگ صدر سے میٹرک اور 1967ء میں گورنمنٹ کالج آدھیوال سے ایف ایس سی کی اور پھر UET لاہور میں سول انجینئرنگ میں داخلہ لیا۔
- ابتداء ہی میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق ہوا اور قرآن کی نسبت سے یہ تعلق بڑھتا چلا گیا۔ اس وقت ڈاکٹر اسرار احمد ساہیوال سے لاہور شفٹ ہونے کے بعد انفرادی سطح پر کام کر رہے تھے۔ اس لیے مختار فاروقیؒ کا شمار ان کے ابتدائی ترین ساتھیوں میں ہوتا ہے۔ اسی دوران انہوں نے دوسرے علماء سے دینی علوم بھی سیکھے۔
- 1968ء میں طلبہ نے ڈاکٹر اسرار احمد کو گورنمنٹ کالج جھنگ مدعو کیا اور انہوں نے خطاب فرمایا۔
- 1971ء میں انجینئرنگ مکمل کرنے کے بعد جوہر آباد میں ملازمت شروع کی۔
- 1976ء میں ڈاکٹر اسرار احمد کے ادارے کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور انجمن خدام القرآن لاہور کے تعمیراتی کام میں بھی حصہ لیا اور درس و تدریس بھی شروع کی۔

- چند سال بعد دوبارہ ملازمت شروع کی اور کراچی منتقل ہو گئے پھر وہاں اپنے کاروبار کا آغاز کیا اور یہ دورانیہ تقریباً 10-8 سال کا تھا، اس دوران زمان ٹاؤن کورنگی میں زیادہ مقیم رہے اور وہاں پر درس و تدریس کا کام ذاتی طور پر جاری رکھا اور مسجد کی بنیاد رکھی جو کہ اب وہاں دعوتِ دین کا اہم مرکز ہے۔
- 1987ء میں دوبارہ جھنگ شفٹ ہو گئے اور یہاں جھنگ کے پاس ہی تیار چھتوں کی ایک فیکٹری لگائی اور ساتھ ہی دعوتی کام بھی جھنگ میں شروع کیا تاہم فیکٹری کامیاب نہ ہو سکی۔
- سخی سرور ڈیرہ غازی خان میں ملازمت شروع کی اور اس دوران ہفتہ وار درس جو کہ جھنگ سٹی میں ہوتا تھا جاری رہا۔
- 1990ء میں Descon کمپنی میں ملازمت شروع کی اور صادق آباد اور واہ کینٹ میں تعمیراتی کاموں میں حصہ لیا۔ ساتھ ساتھ درس و تدریس اور دینی کام بھی جاری رہا۔
- 1992ء میں ملازمت ترک کر کے کل وقتی طور پر تنظیم اسلامی کے ساتھ ہو گئے اور ملتان میں حلقہ جنوبی پنجاب میں ناظم حلقہ کی حیثیت سے کل وقتی دینی کام کیا۔ اس دوران تحریک خلافت سے بھی نمایاں طور پر وابستہ رہے۔ ملتان میں قیام کے دوران قرآن اکیڈمی ملتان کے ناظم تعلیمات کے طور پر ذمہ داری انجام دیتے رہے۔ 25 روزہ کلاس کا آغاز ہوا۔ مختلف دروس قرآن کے علاوہ ماہِ رمضان میں دورۂ ترجمہ قرآن بھی ہوتا رہا۔
- جولائی 1998ء میں کل وقتی طور پر جھنگ شفٹ ہو گئے اور حلقہ وسطی پنجاب کے امیر کے طور پر جھنگ میں کام شروع کیا۔ ٹوبہ، لیہ وغیرہ اسی حلقے میں شامل تھے۔ اس طرح وہ ڈاکٹر اسرار احمد کے غلبہ دین کی جماعت سے بھی مسلسل وابستہ رہے اور قرآن کی نشر و اشاعت کے پلیٹ فارم سے بھی منسلک رہے جن میں انجمن خدام القرآن لاہور اور ملتان شامل ہیں۔
- جھنگ میں آ کر انہوں نے یہاں پر انجمن خدام القرآن جھنگ کا خواب دیکھا۔
- جولائی 1998ء سے پہلے بھی جھنگ میں ان کے دروس و خطبات ہوتے رہتے تھے مگر مکمل منتقلی کے بعد کام کی رفتار تیز ہو گئی۔
- 25 اکتوبر 1998ء کو ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جھنگ تشریف لائے اور عظمت قرآن

اور انسانیت کے مستقبل کے موضوع پر بلدیہ ہال میں خطاب کیا۔ اس کے اختتام پر ہم خیال لوگوں کو مغرب کے بعد جمع ہونے کی دعوت دی گئی۔ مغرب کے بعد 50 کے قریب لوگ جمع ہوئے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے لوگوں کے سوالات کے جوابات دیے اور جھنگ میں ایک ادارہ انجمن خدام القرآن جھنگ کی تشکیل کی خواہش کا اظہار کیا۔ 17 لوگوں نے نام پیش کیے۔

- 30 اکتوبر کو دوبارہ اجلاس ہوا اور گیارہ لوگ حاضر ہوئے، مزید محنت کرنے کا فیصلہ ہوا۔
- 14 نومبر 1998ء کو اجلاس میں 13 لوگ شریک ہوئے اور انجمن خدام القرآن جھنگ کے قیام کا فیصلہ ہو۔ ایہ اجلاس بانی انجمن کے گھر میں منعقد ہوا۔ بنیادی مقاصد انجمن خدام القرآن لاہور کی قرارداد سے ہی لیے گئے اور انجینئر مختار فاروقی کی صدارت میں کام کا عہد ہوا۔

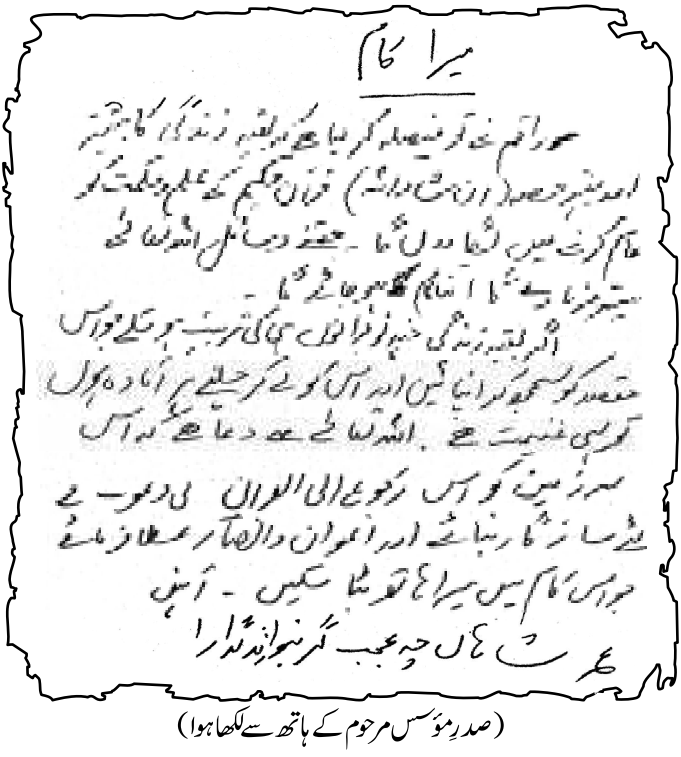
میرا کام

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

# 1998ء
# تاسیسی لمحات

امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مدظلہ 24/x/98 کو جھنگ
تشریف لائے اور اگلے دن صبح ۹-۱۰ بجے ان کا خطاب بلدیہ ہال
(اقبال ہال) میں تھا۔ خطاب کا عنوان تھا "عظمت قرآن
اور امت مسلمہ کا مستقبل"۔ موصوف نے اس عنوان
کو خوب نبھایا اور حق ادا کر دیا۔ انسانیت بالعموم اور
مسلمانانِ عالم بالخصوص اور مسلمانانِ پاکستان بالخصوص
کے روشن مستقبل کے لئے قرآن کی ضرورت ہے۔
خطاب کے اختتام پر یہ خواہش ظاہر کی گئی کہ اس دن
بعد نماز مغرب راقم کے گھر اجتماع ہو جس میں وہ حضرات
تشریف لائیں جو قرآن مجید کے علوم کے فروغ کے لئے
کوئی عملی دلچسپی رکھتے ہوں۔ بعد نماز مغرب تقریباً چالیس
حضرات راقم کے گھر جمع ہو گئے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صا

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

نے لوگوں کے استفسارات کے تسلی بخش جوابات دیئے
اور بعد ازاں صاحب موصوف نے مستقبل میں بھی دوبارہ کی مرکزی انجمن خدام القرآن
کا علاوہ ازیں انجمن کی مستقبل میں بھی ایک تشکیل کی خواہش
کا اظہار فرمایا جو جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں قرآن کے علوم
کو عام کرے۔
حاضرین میں سے جو لوگوں نے اپنے نام پیش کئے۔
مشورہ سے مزید رابطہ کے طور پر 30/ کو بعد نماز عصر
راقم الحروف کے مکان پر اجتماع رکھا گیا۔
30/ کو صرف 11 حضرات جمع ہو سکے کئی
احباب خواہش اور وعدہ کے باوجود تشریف نہ لا سکے۔
لہٰذا ان کی تشکیل کے لیے لوگوں سے مزید رابطہ اور زیادہ سے
زیادہ لوگوں کو متعارف کرانے کے لیے اس اجتماع میں زیادہ
پیش رفت نہ ہو سکی اور مزید تشکیل کے لیے 16/ بروز جمعۃ
کا دن طے کیا گیا۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو
اس سے مطلع کیا گیا تحریری اطلاع بھی دی گئی تاہم
نتیجہ ہر چہ سعی ما بود رحمت حق الطاف است کے مصداق

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

بحمد اللہ 13 حضرات 11/16 کو تشریف لائے اور انجمن خدام القرآن
جھنگ بسم اللہ کی تشکیل میں حصہ لیا۔

اللھم آتھم احسن الجزاء

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
وتب علینا انک انت التواب الرحیم

15.11.98

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

تاسیسی اجلاس کی
انجمن خدام القرآن جھنگ صدر
شرکاء: 13    وقت بعد نماز مغرب
۱۶ نومبر ۹۸ء    بمکان مختار حسین ناسوی
1088/ B-XI محلہ حسین آباد
جھنگ صدر

اجلاس کے شرکاء

1- چوہدری محمد ادریس صاحب ایڈووکیٹ
2- جناب محمد منظور احمد پرنسپل
3- چوہدری مختار حسین صاحب ایڈووکیٹ
4- جناب محمد نسیم اختر سیال صاحب
5- جناب اشفاق اقبال صاحب
6- جناب رحیم صدیقی صاحب
7- جناب اعجاز احمد صاحب
8- جناب قادر بخش صاحب
9- جناب ساجد محمود صاحب

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

10 جناب محمد انور سعید صاحب — Anwar Saeed

11 جناب محمد سلیم لودھی صاحب — [signature]

12 جناب حسنات حسین فاروقی صاحب — حسنات حسین فاروقی

13- جناب محمد حسین صاحب — [signature]

1- اجلاس کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی بعد ازاں مندرجہ ذیل کارروائی عمل میں آئی۔

2- اجلاس جناب حسنات حسین فاروقی صاحب کی صدارت میں ساڑھے پانچ بجے شام شروع ہوا۔ جناب فاروقی صاحب نے اس اجلاس کی غرض و غایت اور انجمن کی تشکیل کے ضمن میں مختصر تقریر کی۔

3- اجلاس میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی قرارداد تاسیس پڑھ کر سنائی گئی بعد ازاں اس عبارت میں مناسب ردّوبدل کے بعد انجمن خدام القرآن جھنگ کی (درج ذیل) قرارداد تاسیس متفقہ طور پر منظور کر لی گئی اور تمام شرکاء اجلاس نے اس پر دستخط کر دیے۔

4- یہ اجلاس متفقہ طور پر طے کرتا ہے کہ —

چونکہ ہمیں اس امر کا شدید احساس ہے کہ اسلام

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

کی نشاۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کا خواب
امتِ مسلمہ میں تجدیدِ ایمان کی عمومی تحریک کے بغیر شرمندہ
تعبیر نہیں ہو سکتا اور اس کے لئے لازم ہے کہ وہ منبعِ ایمان
اور سرچشمۂ یقین یعنی قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع
پیمانے پر نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے اور چونکہ
اس میں ہمیں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خیالات سے
کامل اتفاق ہے اور ہم اس کام کو بنظرِ استحسان
دیکھتے ہیں جو وہ گذشتہ تیس سال سے کر رہے ہیں
نیز جھنگ میں انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب اسی خطوط پر
۱۹۸۷ سے جو کام کر رہے ہیں ہم اسے قابلِ قدر سمجھتے ہیں اور
اُسے مزید وسعت دینے کے خواہشمند ہیں لہٰذا ہم چند
خادمانِ کتابِ مبین "انجمن خدام القرآن جھنگ"
کے قیام کا فیصلہ کرتے ہیں جو ڈاکٹر صاحب موصوف کی رہنمائی
اور انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب کی صدارت میں مندرجہ ذیل
مقاصد کے لئے کوشاں رہے گی
۱۔ عربی زبان کی تعلیم و ترویج

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

2۔ قرآن مجید کے مطالعہ کی عام ترغیب و تشویق

3۔ علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت

4۔ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلیم و تعلّم قرآن کو مقصد زندگی بنالیں اور

5۔ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقاصد کے لئے بیش از بیش کوشش اور ایثار کی توفیق عطا فرمائے آمین"

(اس قرارداد کی اصل دستخط شدہ کاپی اسی کارروائی رجسٹر میں چسپاں کر کے ریکارڈ کا حصہ بنادی گئی ہے)

4۔ اجلاس نے متفقہ طور پر طے کیا کہ جناب فاروقی صاحب اب اس انجمن کے رجسٹریشن کے ضروری معاملات کو نمٹائیں گے اور دستور انجمن کی تیاری اور قواعد و ضوابط کی تشکیل اب ان کی ذمہ داری ہوگی۔ اور اس سلسلے میں ہر ضروری کارروائی کرنے کے مجاز ہوں گے

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

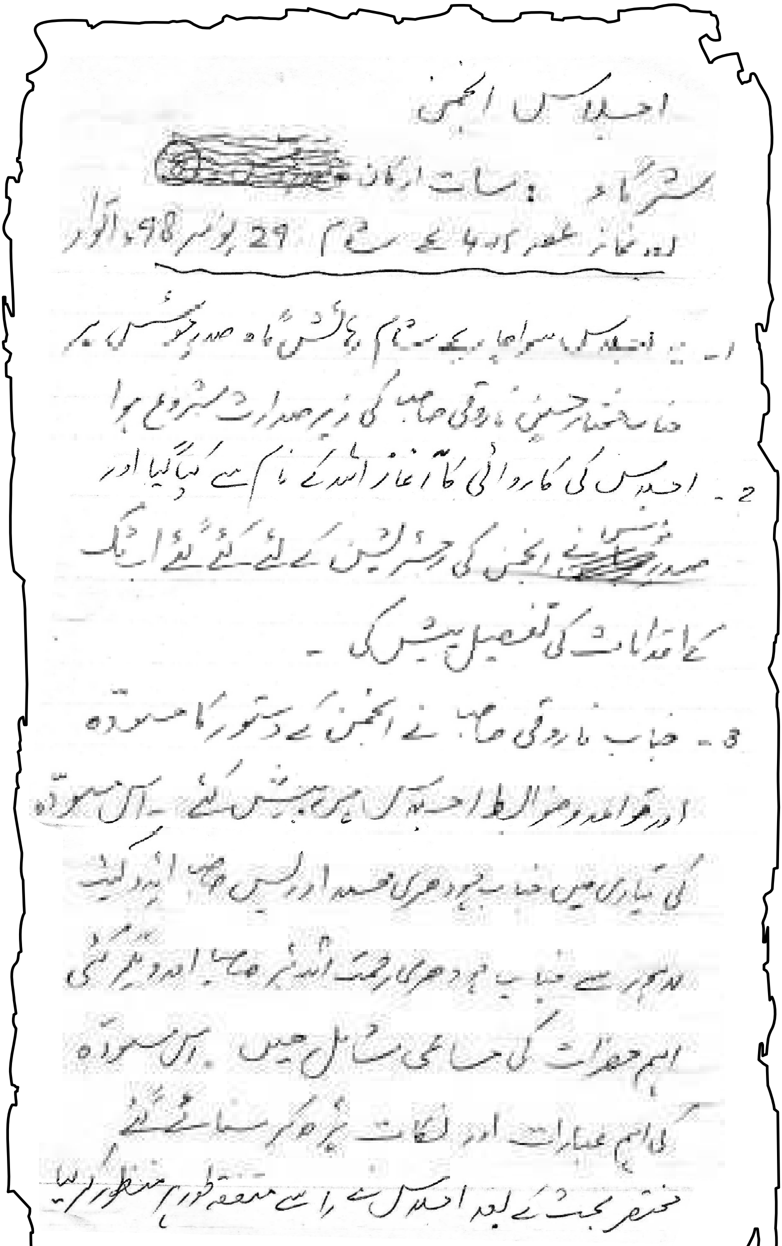

اجلاس انجمن

شرکاء : سات ارکان

اتوار 29 نومبر 98ء شام ۴/۱۰ بجے بعد نماز عصر

۱۔ یہ اجلاس سوا چار بجے شام ... شاہ صدر مؤسس کی بجائے
جناب محمد حسین فاروقی صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا

2۔ اجلاس کی کاروائی کا آغاز اللہ کے نام سے کیا گیا اور
صدر مؤسس نے انجمن کی رجسٹریشن کے لئے کئے گئے اب تک
کے اقدامات کی تفصیل پیش کی۔

3۔ جناب فاروقی صاحب نے انجمن کے دستور کا مسودہ
اور قواعد و ضوابط اجلاس میں پیش کئے۔ اس مسودہ
کی تیاری میں جناب چوہدری محمد ادریس صاحب ایڈووکیٹ
لاہور سے جناب چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب اور دیگر کئی
اہم حضرات کی مساعی شامل ہیں۔ اس مسودہ
کی اہم عبارات اور نکات پڑھ کر سنائے گئے
مختصر بحث کے بعد اجلاس نے اسے متفقہ طور پر منظور کر لیا

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

اے خدا! ایں جامعہ قائم بدار — فیض او جاری بود لیل و نہار

4۔ اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ انجمن کے دستور میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تاسیس کی تحریر "قرارداد کی تشریح" اور "پس منظر" بھی بطور تبرک شامل کر دیا جائے۔

(5) صدر مؤسس نے بتایا کہ انجمن کی جنرل کونسل کے لئے سات حضرات ضروری ہیں اور الحمد للہ آج (6) حضرات تشریف لا چکے ہیں (حسب حاضری رجسٹر)۔ جناب فاروقی صاحب نے دستور کی دفعہ ۳ شق (ہ) (۱) کے مطابق حاضرین میں سے عبوری طور پر پہلے اجلاسِ عام تک کے لئے پانچ ناظمین مقرر فرمائے۔

(i) جناب آفتاب اقبال صاحب — ناظم اعلیٰ
(ii) جناب انور سعید صاحب — معتمد
(iii) جناب محمد سلیم لودھی صاحب — ناظم بیت المال
(iv) جناب ساجد محمود صاحب — ناظم نشر و اشاعت
(v) جناب پروفیسر محمد منظور صاحب — محاسب

(6) جناب فاروقی صاحب نے بتایا کہ اب آئندہ چند روز میں جنرل کونسل کے لئے کاغذات مرکز بھجوا دیئے جائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس مرحلے

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

کو بخیر و خوبی اور حالہ کی سے طے کر دیا ہے۔

(7) اجلاس میں طے کیا گیا کہ انجمن کی رجسٹریشن تک کا جو وقت میسر ہے اس میں ایسے حضرات سے رابطہ کیا جائے جو انجمن ہذا کے مقاصد سے دلچسپی رکھتے ہیں مگر بوجوہ گزشتہ تاسیسی اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔ متفقہ طور پر یہ بھی طے کیا گیا کہ جو حضرات انجمن کی رجسٹریشن سے پہلے قرارداد تاسیس پر دستخط کر دیں گے ان کو تاسیسی ارکان ہی شمار کیا جائے گا

دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا

صدر

معتمد

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

تاریخِ انجمن III

# پہلا ایک سال

نومبر ۹۸ء تا ستمبر ۹۹ء
انجمن کی کارکردگی کا جائزہ

اراکینِ انجمن کے تعاون سے گزشتہ عرصے میں کافی پروگرام منعقد ہوئے ہیں اور مختلف جگہوں پر دروسِ قرآن کے سلسلے جاری ہوئے ہیں اور الحمد للہ یہ سلسلہ وسعت پذیر ہے۔ ان سب ساری سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ تو طویل ہوگا البتہ خلاصہ درج کیا جا رہا ہے۔

۱۔ عربی کلاسز کا اجراء: قرآن فہمی ملکہ قرآن مجید سے تعارف کے لئے عام لوگوں کے لئے عربی کلاسز کا اجراء کیا گیا۔ ان سے اب تک تقریباً ایک سو سے زیادہ حضرات استفادہ کر چکے ہیں۔

- پہلی کلاس مسجد عبید اللہ میں ۵ ماہ تک ۹۸ء میں جاری رہی
- دوسری کلاس ارکی مسجد میں فروری ۹۹ء تا مئی ۹۹ء تک جاری رہی
- تیسری کلاس مقامی ضلع کچہری میں وکلاء حضرات کے لئے بار روم

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

میں جاری کی گئی جو فروری 96ء سے اپریل 96ء تک جاری رہی

• جز وقتی کلاس حال ہی میں مسجد عبید اللہ میں از سرِ نو جاری کی گئی

ہے (دسمبر سے) شرکاء کی تعداد 30 ہے

2۔ چار روزہ تفہیم دین تربیت گاہ: ۱۰ تا ۱۳ اپریل 96ء میں لوگوں کو قرآن مجید سے متعارف کرانے کے لئے اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کے لئے ایک چار روزہ پروگرام رکھا گیا جس میں [illegible] نے روزانہ عصر تا مغرب اور مغرب تا عشاء دو لیکچر دئیے۔

موضوعات حسب ذیل تھے:

• فضیلت تعلم و تعلیم قرآن • نیکی کا قرآنی تصور • حقیقت ایمان

• اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم • فرائض دینی کا جامع تصور

• حقیقت جہاد اور اس کے مراحل • دین و مذہب کا فرق

• اسلام کا عالمی غلبہ اور نظام خلافت کا قیام

ان پروگراموں میں لوگوں نے بہت زیادہ دلچسپی لی اور کامیاب بنایا

3۔ رمضان المبارک میں ترجمۂ قرآن: رمضان المبارک میں عمومی طور پر نیکی کا غلبہ ہوتا ہے اور لوگوں میں قرآن مجید اور مساجد سے دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔ امسال رمضان المبارک میں تراویح کے بعد ایک گھنٹہ روزانہ ستائیس راتوں میں قرآن مجید کے آخری آٹھ پاروں کا ترجمہ (سورہ یٰسین تا آخر) اور ترجمانی پیش کی گئی حاضری عمومی طور پر تیس سے چالیس افراد رہی جبکہ ستائیسویں اور انتیسویں کی شب کی حاضری زیادہ ہوتی تھی۔ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں حاضری 60/70 افراد

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

اے خدا! ایں جامعہ قائم بدار    فیض او جاری بود لیل و نہار

اور حسنا شیوں میں سب ڈیڑھ سو سے زیادہ تھی یہ سب قرآن مجید
یعنی کلام اللہ ہی کی تاثیر تھی ۔

4۔ تعطیلات گرما میں 25 روزہ قرآنی تربیت ماہ

تعطیلاتِ گرما میں طلباء اساتذہ اور پروفیسر حضرات فارغ ہوتے
ہیں اس کے پیش نظر ایک 25 روزہ قرآنی تربیت ماہ کا پروگرام
بنایا گیا۔ جگہ کا مسئلہ مقامی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب اللہ بخش
صاحب نے سنا فروم کے استعمال کی اجازت دے کر حل کر دیا۔
اس کے لیے پہلے ایک تعارفی خط کے ذریعے اس تربیت ماہ
سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو مطلع کیا گیا پھر تعطیلات کی
حتمی تاریخ طے ہونے پر ایک فولڈر چھاپا گیا جس میں جاری پروگرام کی
تفصیل درج تھی ۔ تقریباً 500 کی تعداد میں متعدد ان حضرات تک
پہنچایا گیا پروگرام کی تفصیل یہ تھی:

10 جون 96ء تا 11 جولائی 1996ء

روزانہ صبح 8 بجے تا 11½ بجے دن 40 منٹ کے پانچ
پیریڈ ہوتے تھے:

- قرآن مجید کے منتخب حصے
- بنیادی عربی گرامر
- کلام اقبال (شکوہ جواب شکوہ ابلیس کی مجلس شوریٰ وغیرہ)

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

- تاریخ اسلام ، تاریخ انبیاء اور خلافت راشدہ تا قیام پاکستان
- احادیث نبویہ ، عالمی غلبہ اسلام سے متعلق احادیث

اس پروگرام کو جاری کیا تو توقعات اور اندازوں سے کہیں بڑھ کر پذیرائی حاصل ہوئی۔ جو ایک دفعہ آیا روزانہ آنے پر مجبور ہو گیا۔ پروفیسر حضرات، اساتذہ، تاجر، طلباء اور معززین شہر حضرات نے اس میں بھرپور شرکت کی۔

5۔ خطابات جمعہ : • ہر انگریزی ماہ کا دوسرا جمعہ مسجد عبداللہ صاحب میں ہوتا ہے۔

- انگریزی ماہ کا تیسرا جمعہ ثوبہ میں ہوتا ہے۔
- وقتاً فوقتاً یہ پروگرام بھی طے ہوتے رہتے ہیں۔

6۔ درس قرآن مجید

- ہفتہ وار درس قرآن مجید مسجد بلال کالج روڈ میں بروز بدھ بعد نماز مغرب ہوتا ہے۔
- دوسرے جمعہ بعد نماز مغرب جناب آفتاب اقبال صاحب کے مکان پر (ڈھنڈی سٹریٹ بالمقابل چوہدری کالونی گوجرہ موڑ جھنگ صدر) درس قرآن ہوتا ہے۔
- انگریزی ماہ کے پہلے جمعہ کو بعد نماز مغرب [illegible] اور چوتھے جمعہ

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

گوجھی) مسجد شیخاں محلہ فاروقیہ جھنگ شہر میں درس قرآن ہوتا ہے۔

- دوسری جمعرات اور چوتھی جمعرات (شب جمعہ) بعد نماز مغرب بالترتیب پروفیسر عبد العزیز صاحب بسلیانہ، شیخ ناصر محلہ پر درس قرآن ہوتا ہے
- مسجد عبد اللہ صاحب میں دوسرے جمعہ اور چوتھے جمعہ کو بعد نماز عشاء قرآن مجید کا سلسلہ وار ~~...~~ مطالعہ جاری ہے آج کل سورہ آل عمران زیر مطالعہ ہے۔

---

گذشتہ مختصر سے عرصے میں آپ نے پروگراموں کا کامیابی سے انعقاد اور جاری رہنا سراسر اللہ تعالیٰ کے احسان اور لطف و کرم کا مرہونِ منت ہے یا علم اللہ قرآن مجید کی تاثیر کا ثمرہ ہے کہ لوگ قرآن مجید میں دلچسپی لے رہے ہیں مزید برآں بحمد اللہ دوسری مساجد میں بھی کئی جگہ دروس قرآن مجید کے سلسلے جاری ہونے کی اطلاعات ملی ہیں جو ایک خوش آئند بات ہے۔

x————x

(صدرِ مؤسس مرحوم کے ہاتھ سے لکھا ہوا)

تاریخ انجمن IV

# 1999ء تا 2023ء

## ۔سفر جاری ہے۔

### 1999ء

- اپریل موسم گرما کی تعطیلات میں ایک قرآنی تربیت گاہ کرنے کا ارادہ کیا گیا۔
- مئی میں 25 روزہ تربیت گاہ کے لیے اسلامیہ ہائی سکول جھنگ کا انتخاب کیا گیا اور ضروری منظوریاں لی گئیں اور اس کی تشہیر کا آغاز کیا گیا۔ یہ تربیت گاہ الحمدللہ بہت کامیاب رہی اور اس سے مزید کاموں کے دروازے کھل گئے۔
- NGO کے بنانے پر پابندی تھی لہٰذا ادارے کی سرکاری رجسٹریشن تاخیر کا شکار تھی۔
- 1999ء کے رمضان میں ترجمۃ القرآن کی نشست بڑھا کر دو گھنٹے کی کر دی گئی اور پھر آخری عشرے میں ایک گھنٹہ اور بڑھا کر پورا قرآن کا دورہ مکمل کیا گیا۔ مقام مسجد عبید اللہ ہی تھا، یہ پروگرام بھی الحمدللہ بڑا کامیاب رہا۔

### 2000ء

- انجمن کے دفتر کے حصول کے لیے کوششیں شروع کر دی گئیں۔
- موسم گرما میں 25 روزہ کلاس کا انعقاد ہوا تاہم اس دفعہ حاضری پہلے سے کم تھی اور نئے حضرات 20-15 ہی تھے۔
- مختلف مقامات پر دروس قرآن و خطابات جاری ہوئے۔
- مقامی سطح پر کام پھیلنے کی وجہ سے کچھ مخالفت کا سامنا بھی شروع ہو گیا۔
- ٹوبہ روڈ پر الہدیٰ لائبریری کے نام سے ایک دفتر کا آغاز کیا گیا۔
- ماہِ رمضان کے دورۂ ترجمۃ القرآن کا پروگرام بڑا بھرپور رہا اور اندازاً 100 افراد شریک

ہوتے رہے۔اس کے علاوہ اجتماعات میں بھی قرآن کی طرف رجوع کا پیغام پہنچایا گیا۔

## 2001ء

- فروری 2001ء سے عربی کلاس کا آغاز کیا گیا۔انجمن خدام القرآن جھنگ کے دفتر کے بارے میں غور و خوض جاری رہا کیونکہ ٹوبہ روڈ کی لائبریری اپنے مقاصد پورے نہیں کر پا رہی تھی۔
- جھنگ کے مضافات میں ٹوبہ روڈ پر واقع شوگر مل میں دفتری اوقات کے بعد دورۂ ترجمۃ القرآن کا آغاز ہوا جو کہ روزانہ کی بنیاد پر تھا اور یہ پروگرام باقاعدگی سے جاری رہا۔
- جامع مسجد عبید اللہ میں شب بیداری کا سلسلہ شروع کیا گیا۔
- قرآن فاؤنڈیشن لاہور کی طرف سے اچھے نمبر لینے والے طلباء کو قرآن مجید کا ترجمہ ہدیہ کیا جاتا ہے۔اس سکیم کو جھنگ میں بھی شروع کیا گیا۔
- انجمن خدام القرآن جھنگ کے مرکز کے لیے ٹوبہ روڈ پر جگہ لینے کے لیے غور و خوض کا آغاز ہوا۔
- دورہ ترجمہ کا پروگرام جامع مسجد عبید اللہ میں ہی منعقد ہوا اور حاضری کے حوالے سے بھی بڑا کامیاب رہا۔

## 2002ء

- عربی کلاس کو ماہِ رمضان کے بعد شروع کیا گیا۔
- قرآن اکیڈمی کا منصوبہ متعارف کروانے کے لیے ایک تعارف چھاپ کر تقسیم کیا گیا۔
- قرآن اکیڈمی کے لیے لالہ زار کالونی میں 6 کنال جگہ لینے کا ارادہ کیا گیا (2 کنال کے تین پلاٹ)۔
- مالی معاملات کو مزید باضابطہ بنانے کے لیے بینک اکاؤنٹ کھولے گئے۔
- قرآن اکیڈمی جھنگ کے لیے 2 کنال کا پہلا پلاٹ خریدا گیا۔
- رجسٹریشن کے حوالے سے پیش رفت ہوئی اور قرآن اکیڈمی کے نقشے پر کام شروع کیا گیا۔
- 28 مئی 2002ء سے انجمن کی رجسٹریشن منظور ہوگئی۔
- انجمن کے لیے دو کنال کا دوسرا پلاٹ لیا گیا اور ان دونوں پلاٹوں کو انجمن کی رجسٹریشن کے بعد اس کے نام پر ٹرانسفر کیا گیا۔تیسرے پلاٹ کے خریدنے کا بھی ارادہ تھا مگر مالی وسائل کم ہونے کی وجہ سے اس کو روک دیا گیا۔

- انجمن خدام القرآن جھنگ کے اکاؤنٹ وغیرہ کھلوائے گئے۔
- رمضان المبارک میں ترجمۃ القرآن کا پروگرام جامع مسجد عبید اللہ میں کامیابی سے منعقد ہوا۔
- اکیڈمی کے تعمیراتی کاموں کے لیے ٹھیکیداروں وغیرہ سے بات چیت شروع ہوئی۔
- 3 نومبر 2002ء میں تعمیرات کے کام کے لیے افتتاحی تقریب ہوئی اور محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سنگِ بنیاد رکھا۔

## 2003ء

- انجمن کا پہلا اجلاسِ عام 23 جنوری کو منعقد ہوا۔ سالانہ اجلاس میں شوریٰ کے 14 ارکان کا انتخاب ہوا۔
- یکم مارچ سے قرآن اکیڈمی کے تعمیراتی کام کا آغاز ہوا، بجلی کے کنکشن کے حصول میں دشواریاں سامنے آرہی تھی ان پر کافی کام ہوا۔
- تعمیراتی کاموں کی وجہ سے فنڈ کی ضروریات اور اس کو اکٹھا کرنے پر زور دیا گیا۔
- 31 جولائی کو تعمیرات کے معائنے کے لیے ایک تقریب منعقد کی گئی۔
- 28 اگست کا عاملہ کا اجلاس قرآن اکیڈمی کی عمارت میں ہوا۔
- 26 اکتوبر کو باقاعدہ افتتاحی تقریب ہوئی۔
- دورہ ترجمۃ القرآن کا پروگرام ماہِ رمضان میں جامع مسجد عبید اللہ ہی میں ہوا اور یہ بڑی خیر و برکت سے مکمل ہوا۔ یہ پروگرام مقامی کیبل پر لائیو بھی چلایا گیا۔
- دسمبر میں فنڈز کی کمی کی وجہ سے تعمیراتی کام سست ہوگیا۔ انجمن خدام القرآن کے حسابات کے آڈٹ کے لیے آڈیٹر وغیرہ کا تعین کا کام شروع کیا گیا۔



## 2004ء

- قرآن اکیڈمی میں ماہانہ درسِ قرآن کا آغاز جنوری 2004ء سے کیا گیا۔
- اپریل میں 25 روزہ کلاس منعقد کی گئی۔
- 25 روزہ تربیت گاہوں کو بڑھانے کی بات کی گئی۔
- پہلے مالی سال جس کا اختتام 30 جون 2003ء کو ہوا اس کا آڈٹ مکمل ہوگیا۔
- ایک اور 25 روزہ تربیت گاہ جولائی اور اگست میں منعقد کی گئی۔

- دورۂ ترجمۃ القرآن کا پروگرام حسب معمول جامع مسجد عبید اللہ میں ہوا اور الحمد للہ بڑا کامیاب رہا۔
- یکم جنوری 2005ء سے الہدیٰ لائبریری کو قرآن اکیڈمی میں شفٹ کرنے کی منظوری دی گئی۔
- دسمبر میں بھی 25 روزہ کلاس ہوئی اور اس میں 16 لوگوں نے شرکت کی۔

## 2005ء

- 27 مئی میں ایک تقریری مقابلہ بعنوان ''اتحادِ اُمت، سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں'' منعقد کیا گیا۔
- جون کے 25 روزہ کورس میں 21 لوگ شریک ہوئے اور جولائی میں بھی 21 تھے۔
- اکیڈمی میں ساؤنڈ سسٹم کو بہتر کرنے کا کام کیا گیا۔
- جون میں طے کیا گیا کہ اس دفعہ کا دور ترجمۃ القرآن قرآن اکیڈمی میں ہوگا۔
- نومبر اور دسمبر میں 8 واں 25 روزہ کورس منعقد ہوا۔
- دورہ ترجمۃ القرآن کا پروگرام قرآن اکیڈمی میں ہوا اور پہلی دفعہ کے باوجود اچھا کامیاب رہا۔

## 2006ء

- انجمن کا پتہ صدر انجمن کے ذاتی گھر سے قرآن اکیڈمی جھنگ تبدیل کروادیا گیا۔
- ماہانہ رسالہ کے حوالے سے بات چیت کا آغاز ہوا۔
- عالم اسلام کی 20 نامور شخصیات کے حوالے سے سیمینار کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ یہ شخصیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد سے لی گئیں ہیں اور پہلا سیمینار حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے موضوع پر ہوا۔
- جون کا 25 روزہ پروگرام بڑا کامیاب رہا۔ اگست میں بھی 25 روزہ پروگرام کیا گیا۔ سال بھر میں 3 پچیس روزہ پروگرام ہوئے۔
- ماہانہ سیمینار بھی جاری رہے۔
- ماہِ رمضان کا دورہ ترجمۃ القرآن بھی قرآن اکیڈمی میں ہوا۔
- تعمیراتی کام ہوسٹل کے حوالے سے جاری رہا۔
- مسجد قرآن اکیڈمی میں باقاعدہ نماز کا آغاز کر دیا گیا اور جمعہ کی نماز بھی یکم دسمبر

2006ء سے شروع کر دی گئی۔

- ماہنامہ حکمت بالغہ کا ڈیکلریشن حاصل کیا گیا۔

## 2007ء

- جنوری 2007ء ماہانہ حکمت بالغہ کا آغاز کیا گیا۔
- ہوسٹل منصوبے کے حوالے سے تعمیراتی کام ہوئے۔
- سال بھر میں 2 پچیس روزہ کلاسز منعقد ہوئیں اور دوسرے شہروں میں بھی اسی طرح کے پروگرام شروع ہو گئے۔
- ماہِ رمضان کے بعد عربی گرائمر کلاس شروع کی گئی۔ ماہِ دسمبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ''حقیقت انسان نمبر'' شائع کیا گیا۔

## 2008ء

- 20 عظیم اسلامی انقلابی شخصیات پر سیمینار مکمل ہونے کے بعد عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ماہانہ سیمینار کا آغاز ہوا۔
- موسم گرما میں جون، جولائی اور اگست میں 25 روزہ تربیت گاہیں بطور معمول ہوتی رہیں۔
- اگست 2008ء میں حکمت بالغہ کا 'حقیقت علم نمبر' شائع کیا گیا۔
- شہر کے وسط میں ملت کالج سمن آباد میں ہفتہ وار ترجمۃ القرآن کلاس شروع کی گئی۔
- ماہِ رمضان کا دورہ ترجمۃ القرآن، قرآن اکیڈمی میں ہوا۔
- صدر انجمن حج پر تشریف لے گئے۔

## 2009ء

- دو جگہ دورۂ ترجمۃ القرآن ہوئے: قرآن اکیڈمی میں انجینئر مختار فاروقی صاحب نے اور دھجی چوک کی جامع مسجد میں مفتی عطاالرحمٰن نے دورہ ترجمۃ القرآن کروایا۔
- سال بھر میں تین 25 روزہ کلاسز منعقد ہوئیں۔ ماہِ مئی میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ''احیاء العلوم نمبر'' شائع کیا گیا۔

## 2010ء

- جھنگ کے مضافات میں مدوکی کے علاقے میں ایک فیملی نے ایک پلاٹ دینے کی بات

کی۔ طے پایا کہ اگر وہ پلاٹ انجمن کو ٹرانسفر کر دیا جائے تو انجمن اس کا انتظام سنبھال سکتی ہے۔ (اس پر کچھ کام تو ہوا مگر بعد میں یہ کامیاب نہ ہو سکا)۔

- ملت کالج کے ہفتہ وار درسِ قرآن میں تکمیل قرآن 19 دسمبر کو ہوئی۔ اس کے بعد اس کو کراؤن پلازہ میں منتقل کر دیا گیا۔
- ماہِ رمضان میں دورۂ ترجمۃ القرآن کا پروگرام قرآن اکیڈمی میں ہوا۔
- ماہِ دسمبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ”دو قومی نظریہ اور پاکستان کا نظریاتی نظامِ تعلیم نمبر“ شائع کیا گیا۔

## 2011ء

- قرآن اکیڈمی سے ملحقہ دو کنال کا پلاٹ خریدنے کا معاملہ طے ہوا اور اس طرح اصل منصوبے کے مطابق ادارے کے پاس 6 کنال کی زمین میسر آ گئی۔
- دورہ ترجمۃ القرآن کا ایک پروگرام قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا جس کی تدریس عبداللہ اسماعیل صاحب نے کی اور دوسرا پروگرام جامع مسجد عبید اللہ میں صدر انجمن نے کیا۔
- خواتین کے لیے ہفتہ وار پروگرام شروع کیا گیا جو کہ قرآن اکیڈمی کے خواتین ہال میں ہوتا ہے۔ ماہِ جون میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ”حقوقِ نسواں نمبر“ شائع کیا گیا۔
- سال بھر میں 3 بار پچیس روزہ کلاس منعقد ہوئی۔

## 2012ء

- انجمن کے نئے خرید کردہ پلاٹ کو بطور پارکنگ استعمال کرنے کے لیے چار دیواری کرنا طے پایا۔
- علامہ اقبال کی نظمیں جو کہ شکوہ اور جواب شکوہ ہیں ان کے سو سال مکمل ہونے پر اس پر سیمینار کیا گیا۔
- دورہ ترجمۃ القرآن کے دو پروگرام رمضان میں ہوئے جامع مسجد عبید اللہ میں صدر انجمن اور قرآن اکیڈمی میں عبداللہ اسماعیل صاحب نے پروگرام کیا۔
- سال بھر میں دوبارہ پچیس روزہ کلاس منعقد ہوئی۔
- ماہِ ستمبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ”یاجوج ماجوج نمبر“ شائع کیا گیا۔

## 2013ء

- خواتین کے ہفتہ وار درس کو ماہانہ کر دیا گیا۔
- شہر کے معروف تعلیمی ادارے امام غزالی اکیڈمی/کیڈٹ کالج میں ماہانہ درسِ قرآن بعنوان ”کَلَّآ اِنَّہٗ تَذْکِرَۃٌ“ شروع کیا گیا۔
- ماہِ رمضان کے پروگرام جامع مسجد عبید اللہ اور قرآن اکیڈمی میں ہوئے اور ان کو 15 سپاروں تک محدود کیا گیا تا کہ راتیں چھوٹی ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ مشقت نہ ہو۔
- انجمن کا ایک ذیلی دفتر سٹی آفس کے نام سے گوجرہ روڈ پر شہابل پولی کلینک کے پاس کھولا گیا۔
- ماہِ اکتوبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ”الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ ﷺ“ شائع کیا گیا۔
- پچیس روزہ کلاس کے دو کورس منعقد ہوئے۔

## 2014ء

- سٹی آفس میں عربی کلاس شروع کی گئی۔
- حاجی محمد منظور انور صاحب جو کہ صحافتی حوالے سے جھنگ میں معروف ہیں انہوں نے وقت نکال کر جھنگ میں بااثر لوگوں سے قرآن کے حقوق کے حوالے سے ملاقاتوں کو شروع کیا اور ایک سال میں تقریباً ہزار لوگوں سے رابطہ کیا گیا۔
- دورہ ترجمۃ القرآن 3 مقامات پر ہوئے: سٹی آفس میں عبداللہ اسماعیل، اکیڈمی میں مفتی عطاء الرحمٰن اور جامع مسجد عبید اللہ میں صدر انجمن نے یہ ذمہ داری نبھائی۔
- سال میں پچیس روزہ کلاس دو مرتبہ منعقد ہوئی۔
- ماہِ نومبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ”جنوبی ایشیا میں ہندو مسلم نظریاتی کشاکش“ کے عنوان سے شائع کیا گیا۔

## 2015ء

- تجوید کلاس کا سٹی آفس میں آغاز کیا گیا۔
- استقبالِ رمضان المبارک پروگرام شروع کیے گئے جو کہ ابراہیم میرج ہال میں ہوئے۔
- 3 جگہ دورہ ترجمۃ القرآن کے پروگرام ہوئے: سٹی آفس (عبداللہ اسماعیل)، قرآن اکیڈمی (مفتی عطاء الرحمٰن) اور مسجد عبید اللہ (مختار فاروقی) تھے۔

- شہر کے بااثر افراد سے ملاقاتیں جاری رہیں۔
- پچیس روزہ کلاس دو مرتبہ منعقد ہوئی۔
- ماہِ نومبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ''حکمت اقبال ہی نظریۂ پاکستان ہے'' کے عنوان سے شائع کیا گیا۔

## 2016ء

- مختلف وجوہات کی بنیاد پر سٹی آفس کو بند کر دیا گیا۔
- جامع مسجد عبید اللہ میں 1997ء سے جاری درسِ قرآن کی تکمیل 22 مارچ کو ہوئی۔
- 23 مارچ کو قرآن آڈیٹوریم کا افتتاح ہوا جس میں حافظ عاکف سعید صاحب (امیر تنظیم اسلامی پاکستان) نے خطاب فرمایا۔
- دورۂ ترجمہ کے پروگرام 3 جگہ منعقد ہوئے۔
- قرآن اکیڈمی یٰسین آباد کراچی میں جاری ایک سالہ کورس کے طلباء کیلئے ایک کورس کا انعقاد ہوا۔
- سال میں پچیس روزہ کلاس تین مرتبہ منعقد ہوئی۔ ماہِ نومبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ''احیائے فکر اقبال نمبر' شائع کیا گیا۔

## 2017ء

- ترجمہ القرآن کا پروگرام تین جگہ جامع مسجد عبید اللہ (مختار فاروقی)، رائے اعجاز صاحب کے گھر (عبداللہ اسماعیل) اور قرآن اکیڈمی (عبدالمجید اور اعظم سیال) منعقد ہوا۔
- 9 نومبر 2017ء کو کلام اقبال تحت اللفظ میں پڑھنے کا مقابلہ ہوا جس میں طلباء نے اچھی شرکت کی اور انعامات بھی دیے گئے۔
- سال میں دو جز وقتی اور تین کل وقتی پچیس روزہ کورسز منعقد ہوئے۔
- ماہِ نومبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ''بادشاہ، پرنس اور ارب پتی یا درویش حکمران'' کے عنوان سے شائع کیا گیا۔

## 2018ء

- استقبالِ رمضان المبارک کے عنوان سے 17 مقامات پر پروگرام ہوئے۔
- ماہِ رمضان کے دورۂ ترجمہ القرآن کے پروگرام تین مقامات پر ہوئے جن میں قرآن

اکیڈمی (عبداللہ ابراہیم)، رہائش گاہ مہر سرور صاحب (عبداللہ اسماعیل) اور جامع مسجد عبید اللہ (مختار حسین فاروقی) شامل ہے۔

- 27 رمضان کو پاکستان کے حوالے سے خصوصی سیمینار ہوا۔ سال میں پانچ جز وقتی اور ایک کل وقتی پچیس روزہ کورسز منعقد ہوئے۔ ماہِ نومبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ''وسائل رزق پر قبضہ اور ارتکاز دولت کے شیطانی طریقے، بنی اسرائیل اور یاجوج ماجوج کا گٹھ جوڑ اور بچاؤ کا راستہ'' کے عنوان سے شائع کیا گیا۔

## 2019ء

- استقبال رمضان کے پروگرام 23 جگہوں پر ہوئے۔
- ماہِ رمضان میں دورۂ ترجمۃ القرآن کے پروگرام حسب سابق 3 جگہوں پر ہوئے جن میں قرآن اکیڈمی (عبداللہ ابراہیم)، رہائش گاہ مہر سرور صاحب (عبداللہ اسماعیل) اور مسجد عبید اللہ (مختار حسین فاروقی) شامل ہے۔
- 21 اپریل کو قرآن آڈیٹوریم میں ''علامہ اقبال کا تصورِ خلافت'' سیمینار منعقد ہوا۔
- سال میں سات جز وقتی اور ایک کل وقتی پچیس روزہ کورسز منعقد ہوئے۔
- ماہِ نومبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی'' شائع کیا گیا۔

## 2020ء

- ماہِ رمضان میں سرگرمیوں کو کووڈ کی وجہ سے محدود کیا گیا اور فی الحال انفرادی دعوت پر زور دیا گیا لوگوں کو رمضان میں گھر پر محنت کرنے کا کہا گیا تا کہ خاندان اور بچے راغب ہو سکیں۔
- کووڈ کی وجہ سے رمضان میں ترجمۃ القرآن کا پروگرام نہیں ہوا۔
- سال میں تین جز وقتی اور ایک کل وقتی پچیس روزہ کورسز منعقد ہوئے۔
- ماہِ نومبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ اقبال و جناح کے پاکستان کا استحکام و بقا، فکر اقبال کی روشنی میں چند عملی اقدامات'' کے عنوان سے شائع کیا گیا۔

## 2021ء

- ماہِ رمضان کے پروگرام قرآن اکیڈمی اور رہائش گاہ عبدالمنان کوکب صاحب پر ہوئے۔
- 6 مقامات پر خلاصۂ تفسیر کے پروگرام بھی ہوئے۔

- 13 ستمبر 2021ء کو بانی و صدر انجمن کا انتقال ہوا۔
- 21 ستمبر 2021ء کے اجلاس میں عبداللہ اسماعیل کو صدر انجمن منتخب کیا گیا اور شوریٰ نے ان کا اکثریتی طور پر چناؤ کیا۔
- صدر انجمن کی وفات کے بعد دروس، رسالہ اور اکیڈمی کے معاملات حسب سابق جاری رکھے گئے۔
- قرآن اکیڈمی کی بیرونی طرف عصر تا عشاء ایک دار المطالعہ بنانے کا فیصلہ ہوا۔
- سال میں چار جز وقتی پچیس روزہ کورسز منعقد ہوئے۔
- ماہِ نومبر میں حکمت بالغہ کا خصوصی شمارہ ''یادِ فاروقی نمبر'' شائع کیا گیا۔

## 2022ء

- دار المطالعہ فعال کر دیا گیا۔
- دورۂ ترجمہ کے پروگرام دو جگہ قرآن اکیڈمی اور رائل مارکی میں ہوئے۔
- استقبال رمضان کے پروگرام 11 مقامات پر ہوئے۔
  مہنگائی کو دیکھتے ہوئے اعانت کی رقم کو دوبارہ طے کیا گیا۔
- انجمن کے مقاصد کے حوالے سے از سر نو پیش رفت کا جائزہ لیا گیا۔
- سال میں اپنے معمول کے مطابق 5 پچیس روزہ کورسز منعقد ہوئے۔

## 2023ء

- انجمن جھنگ میں سولر کی تنصیب کی گئی اور نیٹ میٹرنگ بھی فعال کروادی گئی۔
- 25 مقامات پر استقبال رمضان کے پروگرام ہوئے۔
- 3 مقامات: رائل مارکی، قرآن اکیڈمی اور مسجد عبید اللہ میں ترجمۃ القرآن کے پروگرام ہوئے۔
- 25 روزہ چار کلاسز جز وقتی اور دو کلاسز کل وقتی منعقد ہو چکی ہیں۔

# اہل علم حضرات
# کے
# خصوصی پیغامات

1. محترم شجاع الدین شیخ
2. ڈاکٹر عارف رشید
3. ڈاکٹر ضمیر اختر خان
4. پروفیسر خلیل الرحمٰن
5. محمد امین چودھری
6. ڈاکٹر محمود الحسن اویسی
7. محمد رشید عمر
8. محمد منظور انور

1 محترم شجاع الدین شیخ صاحب (امیر تنظیم اسلامی پاکستان)

# انجمن خدام القرآن جھنگ کے 25 سال

دینِ اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو تاریخی ارتقا کے ساتھ چلنے کی (Update ہونے کی) بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ وہ دینِ فطرت ہے جس میں قیامت تک آنے والے تمام انفرادی و اجتماعی مسائل کا حل موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم یونانی اور ایرانی فلسفیوں سے لے کر دورِ حاضر کے جدید فلسفیوں تک کے تمام سوالوں کا جواب قرآن مجید نے ہر زمانے کی علمی اور ذہنی سطح کو مدنظر رکھ کر دیا ہے۔ اس وقت اسلام کو درپیش چیلنجوں میں سب سے اہم ترین چیلنج جدید فلسفیوں اور متجددین کی وہ یلغار ہے جس نے فکری اعتبار سے انسانیت کو ایک بہت بڑی تباہی سے دوچار کر دیا ہے۔ اس گروہ نے ایک ایسا علم الکلام دنیا پر حاوی کر دیا ہے جس نے سائنس اور تکنیکی علوم کی بدولت ایک عالمی تہذیب کا روپ دھار لیا ہے۔ نیوٹن، ڈارون، فرائیڈ، مارکس، ہیگل اور رچرڈ رارٹی جیسے لوگوں کے دیے گئے نامعقول فلسفے اور نظریات اسی تہذیب کی جڑوں میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے فلسفوں سے زیادہ تر ہمارے معاشرے کی ذہین اقلیت (Intellectual Minority) متاثر ہو رہی ہے، چونکہ یہی وہ طبقہ ہے جو انٹرنیٹ، کیبل نیٹ ورک، ٹی وی، اخبارات اور رسائل و جرائد کو باقاعدہ مطالعہ کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ یہی طبقہ روز بروز دین سے نہ صرف دور ہوتا جا رہا ہے بلکہ بعض اوقات ان کے دین سے بیزاری اور نفرت بھی نظر آتی ہے۔ اس گروہ کے گمراہ کن نظریات کے جواب میں جو کچھ لکھا اور کہا جا رہا ہے اس سے اسلام کی درست (To the Point) نمائندگی نہیں ہو رہی۔ اس لیے کہ ان فلسفیوں اور ان کے نظریات کے توڑ کے لیے قرآن و حدیث میں جو کچھ کہا گیا ہے، اس کا عصری فکر کا لحاظ رکھتے ہوئے جواب نہیں دیا جا رہا۔ جس طرح اپنے اپنے دور میں امام غزالیؒ اور امام ابن تیمیہؒ نے کہا تھا۔ اس صورت حال پر البرٹ ہورانی کا یہ تبصرہ صادق آتا ہے: Most of the writing of Islam by Muslims is not on the Current level. (مسلمانوں کی بیشتر تحریریں عصری فکر کی ہم سطح نہیں ہیں)۔

اگر عصری فکر کو مدنظر رکھ کر اسلام کی تشریح وتوضیح کی جائے تو یہ فکر اور اس فکر پر بننے والی زندگی کو لوگ ضرور قبول کر لیں گے۔ آج تعلیم و تعلّم، ابلاغ وتبلیغ، درس وتدریس اور ذرائع ابلاغ کے جدید ترین ذرائع نے انسان کی ذہنی اور علمی سطح کو جلا بخشی ہے، اس سے اسلام کے اُبھرنے اور زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی فکر کو قبول کرنے کا شدید داعیہ پیدا ہو چکا ہے۔ دنیا کے دوسرے تمام مذاہب اپنی موجودہ صورت میں مفروضات پر قائم ہیں، جب کہ اسلام واحد دین ہے جس کی بنیاد محکم حقائق پر قائم ہے۔ سائنس جوں جوں ترقی کرے گی، اسلام کی حقانیت اور اس کے اعلیٰ ترین دین ہونے کے دلائل سامنے آتے رہیں گے۔ اسی کسوٹی پر علماء مغرب نے جب تمام مذاہب کو جانچا اور پرکھا تو ان کے نزدیک اسلام کے علاوہ دوسرے تمام مذاہب غیر معتبر ٹھہرے جبکہ اسلام کے بارے میں انہوں نے کھلے دل سے اعتراف کیا کہ اسلام واحد دین ہے جسے ہر اعتبار سے اعلیٰ ترین دین ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

ڈاکٹر موریس بوکائی نے ''بائبل، قرآن اور سائنس'' لکھ کر اسلام قبول کر لیا۔ اس نے کھل کر لکھا ہے کہ ''اس کتاب کو دوسرے مذاہب کی کتابوں کے مقابلہ میں جو Historical Credibility حاصل ہے، اس کا تقاضا ہے کہ میں اسلام قبول کر لوں۔ لہٰذا میں خود بھی دین اسلام کے دامن میں پناہ لینے کا اعلان کرتا ہوں اور غیر مسلموں کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس دین کو قبول کر لیں''۔ لہٰذا آج اسلام کو جدید اور سائنٹفک انداز میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے اور اس سلسلہ میں امت مسلمہ میں جس جگہ بھی جو کام ہو رہا ہے وہ قابل تحسین اور قابل ستائش ہے۔

انجمن خدام القرآن جھنگ کے زیر اہتمام پچھلے 25 سال سے اس خاص نہج پر بہت دلسوزی اور جذبہ سے کام ہو رہا ہے۔ اس ادارہ کی بنیاد رکھنے میں انجینئر مختار حسین فاروقیؒ نے اپنا خون پسینہ ایک کر دیا تھا۔ اپنے استاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنا بیش قیمت کیرئیر عین عروج کے وقت چھوڑ کر جھنگ جیسی علمی لحاظ سے زرخیز جگہ پر آ بسے۔ قرآن اکیڈمی کے لیے پلاٹ خریدا اور کام کا آغاز کر دیا۔ فاروقی صاحب زمانہ طالب علمی ہی سے ڈاکٹر اسرار احمد سے وابستہ ہو گئے اور ان کے توسط سے ڈاکٹر رفیع الدین سے بھی استفادہ کیا۔ تاریخ اسلام اور

علامہ اقبالؒ کی شاعری ان کے پسندیدہ موضوع تھے۔قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے عربی اور علامہ اقبال کے کلام کو سمجھنے کے لیے فارسی سیکھی۔

انجمن خدام القرآن جھنگ کے مقاصد کا تجزیہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اس کے مقاصد درج ذیل ہیں:

1۔ دورِ حاضر کے انسان کی سمجھ اور شعور کو سامنے رکھ کر اسے دینِ اسلام کی دعوت دینا۔

2۔ انسان کو اس کے اپنے اعلیٰ مقام سے آگاہ کرنا اور اس مقام کو حاصل کرنے میں اس کی مدد کرنا۔

3۔ حقیقت انسان سے آگاہ کرنے کے بعد اس اعلیٰ مقام پر ثابت قدم رہنے کا طریقہ سمجھانا۔

4۔ اسلام کی نشا ثانیہ کے لیے نوجوانوں کی ایک ایسی موزوں افرادی قوت تیار کرنا جو ایک طرف رسوخ فی العلم رکھتی ہو اور دوسری طرف غلبہ دین کے لیے جدوجہد کے جذبہ سے سرشار ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

انجمن خدام القرآن جھنگ کے زیر اہتمام ''پھر سوئے حرم لے چل'' کے عنوان سے پہلے 40 روزہ اور پھر 25 روزہ قرآن فہمی کورس کا آغاز ہوا جس میں قرآن و حدیث کے ایک منتخب نصاب کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام اور کلام اقبال کا بھی مطالعہ کروایا جاتا ہے۔

انجمن خدام القرآن جھنگ کے زیر اہتمام جنوری 2007 سے ماہنامہ ''حکمت بالغہ'' مسلسل شائع ہو رہا ہے۔اس ماہنامہ کے بارے میں فاروقی صاحب کا کہنا تھا کہ اس سے رسائل و جرائد کی تعداد میں اضافہ کرنا مقصود نہیں بلکہ یہ ماہنامہ ان اعلیٰ ترین انسانی اقدار کے حصول میں عوام و خواص کا ممد و معاون بنے گا جس سے انسانیت ایک عرصہ دراز سے نا آشنا ہو چکی ہے۔اگر یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ یہ رسالہ بنیادی طور پر فکرِ اقبال کو شارح اقبال ڈاکٹر رفیع الدینؒ اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے افکار کے ذریعے قرآن کے فلسفہ و حکمت کو قارئین تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔حکمت بالغہ کی ایک نمایاں خصوصیت ہر سال مختلف دینی، قومی اور ملّی موضوعات پر ایک خصوصی اشاعت شائع کرنا ہے جس کو اصحاب دانش و بینش اور اہل قلم شخصیات کی جانب سے بھرپور خراج تحسین حاصل ہوتی تھی۔

قرآن اکیڈمی جھنگ میں جدید طرز کا ایک آڈیٹوریم بھی تعمیر کروایا گیا ہے جس میں وقتاً فوقتاً مختلف دینی، فکری اور ملّی موضوعات پر سیمینار کا انعقاد کروایا جاتا ہے اور ملک بھر سے اہل دانش اور سکالرز کو مدعو کیا جاتا ہے۔

انجینئر مختار حسین فاروقیؒ کا ایک قابل رشک کارنامہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی زندگی ہی میں اپنے بعد انجمن خدام القرآن جھنگ کا انتظام چلانے کے لیے ایک قابلِ قدر افرادی قوت تیار کر گئے۔ ان کی زندگی ہی میں ان کے ایک بیٹے نے 2012ء میں اور دوسرے بیٹے نے 2016ء میں لاہور چھوڑ کر جھنگ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ انجینئر عبد اللہ اسماعیل، عبد اللہ ابراہیم اور مفتی عطاء الرحمٰن وغیرہم مل کر انجمن اور اکیڈمی کے معاملات بخوبی احسن طریقہ سے دیکھ رہے ہیں ''حکمت بالغہ'' بھی باقاعدگی اور اسی آب و تاب کے ساتھ شائع ہو رہا ہے جیسے فاروقی صاحب کی زندگی میں شائع ہو رہا تھا۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ کام بدستور اسی طرح جاری رہے گا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انجمن کے جملہ خادمانِ قرآن کو کامیاب و کامران کرے اور انہیں نبی اکرم ﷺ کے قولِ مبارک ''خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ'' کی عملی تفسیر بنا کر فاروقی صاحب کے جاری کردہ مشن کو انہی کے جذبہ و جنون کے ساتھ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔ آمین یا رب العالمین۔

## 2 ڈاکٹر عارف رشید صاحب (صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور)

### ''یادش بخیر''

عزیزم اسماعیل فاروقی فرزند جناب مختار حسین فاروقی مرحوم و مغفور کے اصرار پر اپنے بہت ہی عزیز اور قابل احترام دوست مختار حسین فاروقی مرحوم و مغفور کے حوالے سے چند خوبصورت یادیں آپ کے ساتھ شیئر کر رہا ہوں۔

میرے بڑے چچا جناب اقتدار احمد مرحوم نے ایک معروف شعر ''یاد ماضی عذاب ہے یارب، چھین لے مجھ سے حافظہ میرا'' میں ترمیم کر کے ان الفاظ میں تبدیل کر دیا تھا:

یادِ ماضی ہے زِیست کا حاصل  چھین نہ مجھ سے حافظہ میرا

یہ میرے شعوری زندگی کے بالکل ابتدائی دور کی بات ہے جبکہ میں سنٹرل ماڈل اسکول لاہور میں آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا اور ہماری رہائش کرشن نگر (موجودہ اسلام پورہ) میں تھی۔ غالبًا 1968ء کی بات ہو گی مختار فاروقی صاحب مرحوم اپنی انجینئرنگ کی تعلیم کے سلسلے میں انجینئرنگ یونیورسٹی کے ہاسٹل میں مقیم تھے۔ مجھے یاد ہے کہ فاروقی صاحب مرحوم ہفتے میں 3، 4 دن والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے عربی پڑھنے کے لیے بڑی باقاعدگی کے ساتھ سائیکل پر آیا کرتے تھے۔ والد گرامیؒ چونکہ اپنے کلینک پر ہوتے تھے تو صورت یوں بنتی تھی کہ دورانِ تعلیم اگر کوئی مریض آجاتا تو فاروقی صاحب ملحق کیبن میں چلے جاتے تھے اور مریض کے رخصت ہوتے ہی تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو جاتا۔

مرکزی انجمن خدّام القرآن کے قیام کے بعد 1972ء میں ہماری رہائش 12 افغانی روڈ، سمن آباد منتقل ہو گئی۔ وہاں ٹاپ کی منزل، جو ایک وسیع ٹیرس اور 3 کمروں پر مشتمل تھی، اُس کا بڑا کمرہ کلاس روم بنا دیا گیا تھا اور دو کمروں میں 5، 6 افراد کو رہائش فراہم کی گئی تھی، جو تعلیم وتعلّمِ قرآن کے سلسلے میں وہاں قیام پذیر تھے۔ انہی رہائش پذیر افراد میں سے ایک جناب مختار فاروقی صاحب مرحوم بھی تھے جو اپنی انجینئرنگ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک فرم میں جاب کر رہے تھے۔ ٹاپ فلور پر واقع ٹیرس چونکہ خاصا وسیع تھا، اس لیے اُس کے فرش پر باقاعدہ لائنیں لگا کر بیڈمنٹن کا کورٹ بنا لیا گیا تھا جہاں سردیوں کی طویل راتوں میں ہاسٹل میں مقیم افراد جن میں محترم مختار فاروقی صاحب مرحوم بھی شامل تھے، بیڈمنٹن کھیلا کرتے تھے، گویا دن بھر کی تعلیمی سرگرمیوں سے فارغ ہو کر جسمانی فٹنس کا اہتمام بھی کر لیا گیا تھا۔ ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ مرحوم اور جناب قمر سعید قریشی صاحب (سابقہ ناظمِ اعلیٰ مرکزی انجمن خدّام القرآن، جو بہت ضعیف العمر ہو چکے ہیں اور آج کل علیل بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں صحت، ایمان اور عافیت والی زندگی عطا فرمائے آمین) ہمارے ساتھ بیڈمنٹن کی گیمز میں مستقل شریک رہتے تھے۔

راقم کے ساتھ چونکہ 1968ء ہی سے ایک محبت بھرا تعلق قائم ہو چکا تھا لہٰذا جب کبھی اور جہاں کہیں بھی ہماری آپس میں ملاقات ہوتی تو بہت محبت اور وارفتگی کے ساتھ بغل گیر ہوتے۔

انجمن خدّ ام القرآن جھنگ کے قیام کے بعد دو تین بار جھنگ جانے کا اتفاق ہوا۔ بہت ہی محدود جگہ (4 کنال، بعد میں مزید 2 کنال شامل کر کے، کل 6 کنال کے رقبے) پر موصوف نے ایک وسیع وعریض آڈیٹوریم، کئی کلاس رومز، 300 نمازیوں کی گنجائش والی مسجد، مہمان خانے اور رہائش گاہیں وغیرہ بھی تعمیر کر لی تھیں____

2007ء سے ماہنامہ ’حکمت بالغہ‘ کا اجراءعمل میں آیا اور باقاعدگی کا یہ عالم کہ ہر ماہ کی یکم تا تین تاریخ کو اُس ماہ کا پرچہ ہر قاری کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اس روایت کو ماشاء اللہ اُن کے دونوں صاحبزادگان جاری رکھے ہوئے ہیں۔ فکرِ اقبال کے ساتھ چونکہ فاروقی صاحب مرحوم کو خصوصی نسبت تھی لہٰذا ہر شمارے میں علامہ اقبال کے اشعار شمارے کی زینت ہوتے ہیں اور بہت معیاری مضامین سے قارئین مستفید ہوتے ہیں۔

فاروقی صاحب مرحوم کی جانب سے ایک تقاضا بار بار آتا رہا ہے کہ کسی دن جمعۃ المبارک کے خطاب کے لیے آپ کو قرآن اکیڈمی جھنگ بلانا ہے۔ راقم کے ذمہ چونکہ قرآن اکیڈمی لاہور اور مسجد دارالسلام کے خطاب جمعہ کی ذمہ داری رہتی تھی لہٰذا اُن کی خواہش کو عملی جامہ پہنانے کا موقع نہیں آسکا لیکن تین سال قبل موقع میسر آ ہی گیا اور میں اُن کی خواہش پر جمعرات کی شام قرآن اکیڈمی جھنگ سے ملحق موصوف کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ بہت پر تکلف عشائیے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ بعد نمازِ عشاء کافی دیر تک کرشن نگر اور سمن آباد میں اکٹھے گذارے ہوئے دنوں کی یادیں تازہ کرتے رہے۔ راقم کو خطاب جمعہ کی دعوت دینے اور میرے رضامند ہو جانے کے موقع پر مرحوم نے بتا دیا تھا کہ قرآن اکیڈمی جھنگ میں جمعے کے خطاب (بیان) کا دورانیہ ایک گھنٹہ پچاس منٹ ہوتا ہے۔ میں کافی پریشان ہوا اس لیے کہ خطاب جمعہ کے لیے راقم کا بیان تو عموماً 35، 40 منٹ کا ہوتا ہے۔ پونے دو گھنٹہ کا بیان۔۔۔۔؟ اُن دنوں قرآن اکیڈمی جھنگ میں خطاب جمعہ میں قرآن کریم کا سلسلہ وار بیان چل رہا تھا اور سورۃ الشعراء کے آخری دو رکوع جو باقی رہ گئے تھے، وہ فاروقی صاحب مرحوم نے میرے ذمے لگا دیئے تھے۔ بہر حال الحمد للہ پونے دو گھنٹے کا بیان، خطبہ جمعہ اور نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر ظہرانے کی پر تکلف دعوت سے لطف اندوز ہونے کے بعد راقم عازمِ لاہور ہو گیا۔

مختار حسین فاروقی مرحوم کے ساتھ وابستہ اور بہت سی یادیں اس وقت ذہن میں جھلملا رہی ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ جس قدر خلوص اور کمٹمنٹ کے ساتھ مرحوم تعلیم و تعلّم قرآن میں دن رات ایک، اور قرآن اکیڈمی جھنگ کے لیے اپنے آپ کو وقف کیے ہوئے تھے، واقعہ یہ ہے کہ اس کی کم ہی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔''پھر سوئے حرم لے چل'' کے عنوان سے قرآن اکیڈمی جھنگ میں شاید بیسیوں نہیں بلکہ ایک صد سے زائد تربیت گاہوں اور ورکشاپس کا انعقاد اور سینکڑوں اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کو دینی تعلیمات سے روشناس کرانا اور اُن کے اندر جذبۂ عمل کو اُبھارنا، یقیناً اُن کے لیے نہ صرف توشۂ آخرت ہے بلکہ صدقہ جاریہ بھی ثابت ہوگا۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔الحمدللہ فاروقی صاحب مرحوم کے دونوں صاحبزادگان اُن کے مشن کی شمع جلائے ہوئے اپنے ہدف کی طرف گامزن ہیں۔

ہم دعا گو ہیں کہ مرکزی انجمن خدّام القرآن کی کوکھ سے جنم لینے والی یکے از انجمن ہائے خدّام القرآن، یعنی ''انجمن خدّام القرآن جھنگ'' اور ''قرآن اکیڈمی جھنگ'' کی خدمات کو نہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے بلکہ اس سے استفادہ کرنے والے تمام حضرات کے لیے خیر و برکت کا ذریعہ بنائے۔آمین ثم آمین۔

## 3 ڈاکٹر ضمیر اختر خان (اسلام آباد)

### انجمن خُدّام القرآن جھنگ کا رُبع صدی کا سفر

ماشاءاللہ! انجمن خدام القرآن جھنگ ربع صدی (1998ء تا 2023ء) کا سفر طے کر چکی ہے اور پوری آب و تاب کے ساتھ اپنے بانی محترم مختار فاروقی رحمہ اللہ کے مقرر کردہ اہداف کے حصول کے لیے کوشاں ہے۔ان کی یاد تازہ کرنے (تذکیر) کے لیے ادارہ حکمت بالغہ نے 'ضمیمہ' شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔اس موقع پر کچھ معروضات پیش کی جاتی ہیں جن میں مختار فاروقی صاحب کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار مقصود ہے۔اللہ نے ان کو جو قابلیت وصلاحیت عطا فرمائی تھی اور جس طرح اسے انہوں نے بھرپور طریقے سے استعمال کیا اس کا ذکر اس لیے کرنا ضروری ہے کہ شاید میرے لیے اور دوسروں کے لیے ترغیب وتشویق کا ذریعہ بن جائے اور ہم بھی اپنا سب کچھ، جو اللہ ہی کی عطا ہے، اس کے دین کی سربلندی کے لیے کھپا دیں۔

جناب مختار فاروقی رحمہ اللہ ''دعوت رجوع اِلی القرآن'' کے ایک اہم داعی تھے۔اس دعوت کا آغاز گزشتہ صدی کی ابتدا میں ہوا تھا۔امت مسلمہ کے زوال کے اسباب پر بیسویں عیسوی کے آغاز میں برعظیم پاک و ہند کی جن عالی مرتبت شخصیات نے غور وفکر کیا ان میں دو نام بہت نمایاں ہیں: ایک مولانا محمود حسن، شیخ الہند ہیں اور دوسرے علامہ محمد اقبال، شاعر مشرق۔ دونوں کی ایک ہی تشخیص تھی کہ امت کی زبوں حالی کا اصل سبب قرآن مجید کو ترک کرنا ہے۔ پھر ان دونوں حضرات کے تشخیص پر اتفاق کے ساتھ ساتھ علاج پر بھی مکمل اتفاق تھا کہ یہ امت اگر دوبارہ عروج حاصل کرنا چاہے تو وہ جلد از جلد قرآن مجید کی طرف رجوع کرے۔اسی فکر سے متاثر ہو کر ایک اور اللہ کے بندے نے، جسے اب دنیا ڈاکٹر اسرار احمد کے نام سے جانتی ہے، دعوت رجوع اِلی القرآن کا بیڑا اٹھایا اور 1972ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور قائم کر دی۔ شیخ الہند اور علامہ اقبال کی فکر کے عین مطابق ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے نہایت منظّم اور تحریکی انداز میں امت کی بحالی کے لیے ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ'' کا عنوان اختیار کیا اور ''کرنے کا اصل کام'' کے حوالے سے دو قافلے بنائے۔ پہلے انجمن خدام القرآن قائم کی جس کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے مملکت خداداد پاکستان کے طول وعرض میں تعلیم وتعلّم قرآن کا سلسلہ چل پڑا۔اس کے کوئی تین سال بعد 1975ء میں تنظیم اسلامی قائم کی اور یوں یہ دونوں قافلے ڈاکٹر صاحب کی سربراہی میں اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ دونوں کا مقصد انہوں نے خود اس طرح بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''جہاں تک مقصد اور نصب العین کا تعلق ہے ان دونوں میں سرِ مو بھی کوئی فرق موجود نہیں ہے اور جو تھوڑا بہت فرق نظر آتا ہے صرف ہیئت تنظیمی سے متعلق ہے۔ یعنی جبکہ انجمن خدام القرآن کی حیثیت ایک 'ادارے' کی ہے جس کی طرف واضح اشارہ لفظ 'انجمن' میں موجود ہے وہاں 'تنظیم اسلامی' کی حیثیت ایک 'جماعت' کی ہے جو لفظ 'تنظیم' سے ظاہر ہے''۔(دعوت رجوع القرآن کا منظر و پس منظر، ص 207)

ڈاکٹر صاحب کی سرپرستی میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی طرز پر پاکستان کے دیگر بڑے شہروں میں بھی انجمنیں قائم ہونا شروع ہو گئیں۔اس وقت کراچی، فیصل آباد، ملتان، پشاور اور پنڈی/اسلام آباد میں یہ انجمنیں قائم ہیں اور یہاں پر جدید تعلیم یافتہ حضرات وخواتین

کے لیے اعلیٰ علمی سطح پر قرآنی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسی طرح تنظیم اسلامی بھی ایک تناور درخت (شجر طیبہ) بننے کے مراحل طے کر رہی ہے اور الحمدللہ اس وقت بیرون ملک قائم نظم کے علاوہ چاروں صوبوں بشمول آزاد کشمیر میں اس کے اکیس حلقہ جات کام کر رہے ہیں۔

مختار فاروقی صاحب 60 کی دھائی میں عصری تعلیم (انجینئرنگ) کے حصول کے لیے لاہور منتقل ہوئے تو اسی دوران ڈاکٹر صاحب کے ذریعے تعلیم و تعلّم قرآن سے وابستہ ہوئے اور بعدازاں اسلام کی نشاۃ ثانیہ یعنی اقامت دین کی جدوجہد کے لیے ان کی قائم کردہ جماعت تنظیم اسلامی سے منسلک ہوگئے اور تادم آخریں اس قافلے سے جڑے رہے۔ 1998ء میں جب جھنگ منتقل ہوئے تو انہوں نے اپنے استاذ اور مربی ڈاکٹر اسرار احمد کی قائم کردہ مرکزی انجمن خدام القرآن کی طرز پر جھنگ میں بھی انجمن اور قرآن اکیڈمی کے قیام کا فیصلہ کیا اور بہت جلد اللہ کی توفیق اور ان کی مخلصانہ کاوش کے نتیجے میں دعوت رجوع الی القرآن کا یہ مرکز بھی وجود میں آ گیا جس میں ایک کشادہ مسجد، ایک لائبریری، ایک آڈیٹوریم اور مہمانوں/ طلباء کے لیے رہائشی کوارٹرز بھی تعمیر ہوگئے۔ اس مرکز میں عربی زبان کی تعلیم وترویج، قرآنی علوم کی عمومی نشرواشاعت اور ایسے نوجوانوں کی دینی تربیت کا ایسا مربوط انتظام کیا گیا کہ بہت جلد پورے ملک سے نوجوانوں نے اس دورافتادہ مقام کی طرف رخ کیا۔ جب ''پھر سوئے حرم لے چل'' کے عنوان سے جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے سالانہ بنیادوں پر قرآن فہمی کا 25 روزہ کل وقتی تربیتی کورس شروع کیا تو اس کے تنہا مدرس مختار فاروقی صاحب خود ہی ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن فہمی کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا اور سادہ و عام فہم انداز سے جس طرح وہ قرآن کے معارف بیان کرتے تھے وہ ان ہی کا خاصہ تھا۔ اس پر مستزاد کلام اقبال کے فہم سے ان کے اندر قرآن کے فلسفیانہ پہلوؤں کا گہرا شعور وادراک بھی پیدا ہوا جو ان کے دروسِ قرآن اور رمضان المبارک کے دوران دورہائے ترجمہ قرآن میں جابجا محسوس ہوتا تھا۔

انجمن خدام القرآن جھنگ نے 2023ء میں ربع صدی کا سفر مکمل کرلیا ہے۔ مختار فاروقی صاحب دوسال قبل اپنے حصے کا کام مکمل کر کے اپنی علمی میراث اپنے ہونہار بچوں کے سپرد کر کے دارِفانی سے دارالبقا کی طرف کوچ کر گئے۔ لائق فرزندوں نے میراث پدر کی قدردانی کی

ہے اوراس حوالے سے ربع صدی کی یادوں کو مرتب کرنے کا مبارک قصد کیا ہے۔ اللہ ان کی مساعی کو قبول کرے اور انجمن خدام القرآن جھنگ کے قیام کے مقاصد کو جس طرح فاروقی صاحب احسن طریقے سے حاصل کرنے کی جدوجہد کرتے تھے امید ہے کہ وہ بھی ویسا ہی کریں گے۔ ان صاحبزادگان کی اپنی پوری ٹیم کے ہمراہ گزشتہ دو سالوں کی کارکردگی حوصلہ افزا ہے۔ دونوں صاحبزادگان عبداللہ اسماعیل اور عبداللہ ابراہیم اوران کے ساتھی جس طرح قرآن اکیڈمی کی سرگرمیوں اور بطورخاص ماہنامہ ’’حکمت بالغہ‘‘ کی باقاعدہ اشاعت معیاری انداز سے کررہے ہیں وہ یقیناً فاروقی صاحب کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

فاروقی صاحب دگرگوں اور ناگفتہ بہ حالات میں بھی امید کا دامن تھامے رکھتے تھے اوراپنی محنت کے ثمرات دور دور تک نظر نہ آنے کے باوجود غلبہ واقامت دین کے لیے بہت پر امید تھے۔ اپنے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں:

’’اسلام کا عصر حاضر میں نفاذ بہت بڑا مرحلہ ہے اور یقیناً یہ کوئی آسان کام نہیں ہے، لیکن ناممکن بھی نہیں۔ ناممکن اس لیے نہیں کہ قرآن وحدیث کے دلائل اور تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ قرب قیامت میں اسلام دوبارہ غالب ہوگا، پہلے کسی ایک ملک میں پھر وسعت پذیر ہوکر پوری دنیا (GLOBE) پر غالب ہوجائے گا۔ ان شاءاللہ۔‘‘ (حکمت بالغہ نومبر 2020ء)۔

محترم فاروقی صاحب رحمہ اللہ اگرچہ جوانی میں ہی اجتماعیت (تنظیم اسلامی) سے وابستہ ہوگئے تھے اور زندگی کے آخری لمحات تک اس کا حصہ رہے مگر کام ایسے کرتے تھے کہ جیسے وہ تنہا ہوں اور ہر کام انہوں نے اکیلے ہی کرنا ہے۔ ان کے اس رویے کی ایک مثال کفایت کرے گی۔ 2007ء میں انہوں نے ماہنامہ حکمت بالغہ کا اجراء کیا اوراسی سال خصوصی شمارہ ’’حقیقت انسان نمبر‘‘ کے موضوع پر شائع کردیا اور پھر ہر سال انہوں نے خصوصی شمارہ شائع کرنا معمول بنادیا اوراپنی وفات 2021 تک 14 خصوصی شمارے شائع کیے اور ہر شمارہ پچھلے شمارے سے حجم میں زیادہ ہی ہوتا تھا۔ ان خصوصی نمبروں میں سے بیشتر ان کی نگارشات پر مشتمل ہوتے اور بعض شماروں میں اگر دوسروں سے استفادہ بھی کرتے تو اس میں حسن انتخاب ان کا اپنا ہی ہوتا تھا۔ ان کے صاحبزادوں کی بھی یہی گواہی ہے کہ 1998ء میں جھنگ تشریف لائے تو قرآن اکیڈمی کا

سنگِ بنیاد بھی اکیلے رکھا اور اس کی تکمیل بھی تن تنہا خود کی۔ جس کام کو صحیح سمجھ کر شروع کرتے تو اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیتے اور تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی ساری محنتیں اور کاوشیں قبول فرماتے ہوئے ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کا سا جذبہ، خلوص، لگن، محنت اور دین اسلام کی سربلندی کے لیے تن، من دھن کھپانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

## 4 پروفیسر خلیل الرحمٰن (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

## انجمن خدام القرآن جھنگ کی رُبع صدی کی تکمیل پر

انجمن خدام القرآن جھنگ کے بانی اور صدر اوّل انجینئر مختار حسین فاروقی مرحوم و مغفور دو سال قبل داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے رفیق اعلیٰ کی رفاقت میں چلے گئے اور کتنے ہی اعزہ و اقارب، دوست احباب اور ہم جیسے شاگردوں کو داغ مفارقت دے گئے اب جب کہ انجمن خدام القرآن جھنگ، جس کی داغ بیل مرحوم نے ڈالی تھی، کے پچیس سال مکمل ہو رہے ہیں فاروقی مرحوم کی یادیں، ان کی دینی مصروفیات کی یادیں ذہن میں تازہ ہو رہی ہیں۔ یادداشت کے اس ذخیرے سے چند ایک کو قلم و قرطاس کے ذریعے محفوظ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جیسا کہ انجمن کے اغراض و مقاصد کا محور و مرکز قرآنی تعلیمات، زبانِ قرآن عربی کی تعلیم اور قرآن کے پیغام کی نشر و اشاعت اس میں شامل ہیں، ان مقاصد کے حصول کے لیے قرآن اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا گیا، اس منصوبے کے تمام مراحل میں روح رواں فاروقی مرحوم ہی تھے۔ اسی اکیڈمی کا حتمی مقصد ایسے باہمت اور صالح افراد کی تیاری ہے جو ایک مضبوط اور منظّم جماعت کی شکل میں اس خطہ ارضی میں جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی اللہ کے دین یعنی دین اسلام کو قائم و نافذ کریں۔ ماضی میں اس اکیڈمی کی کارکردگی کے حوالے سے چند امور کا ذکر کرتا ہوں:

1۔ قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی جھنگ کی موجودہ عمارت سے قبل موسم گرما کی تعطیلات کے دوران جھنگ شہر کے ایک تعلیمی ادارے میں فاروقی صاحب نے 25 روزہ قرآن فہمی کلاس کا آغاز کیا۔ ناچیز اپنے چند احباب کی معیت میں اس میں شامل رہا۔ پروگرام کی ریکارڈنگ بھی کی

گئی۔مذکورہ کلاس کی اختتامی تقریب کے مہمانِ خصوصی بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ تھے۔

2۔ لالہ زار کالونی جھنگ میں یہی پروگرام قرآن اکیڈمی کی عمارت میں ”پھر سوئے حرم لے چل“ کے عنوان سے ہوتا رہا۔اس میں قرآن حکیم کے منتخب مقامات کا مطالعہ،منتخب احادیث،عربی گرامر، تاریخ اسلام اور کلام، اقبال شامل تھے۔ ناچیز کے ذمہ پہلے عربی گرامر پھر چند دینی موضوعات پر گفتگو تھی۔

3۔ ضلع ٹوبہ میں ___ مختلف مقامات پر اسی انجمن کے تحت دینی پروگراموں کا سلسلہ جاری رہا۔ فاروقی صاحب کے خطابات تعلیمی اداروں میں اور مسجدوں میں ترتیب دیے جاتے تھے۔ نیشنل کالج ٹوبہ میں مکمل قرآن حکیم کا ترجمہ اور تشریح کے پروگرام سے ایک کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ٹوبہ شہر کے علاوہ دینی موضوعات پر فاروقی صاحب کے خطابات گوجرہ، پیر محل، کمالیہ اور شور کوٹ میں بھی ہوتے رہے۔علاوہ ازیں سانگلہ شہر میں بھی خطابات ترتیب دیے گئے اور ان میں ناچیز بحیثیت سامع شامل رہا۔

4۔ مرحوم فاروقی صاحب کی شہرت تاریخ اسلام کے حوالے سے بہت نمایاں تھی۔وہ اس موضوع پر خطابات کے لیے اسلام آباد اور پشاور جاتے تو ناچیز کو بھی ساتھ لے جاتے۔

5۔ ٹوبہ شہر میں مسجد طوبیٰ شالیمار ٹاؤن کا نقشہ اور تعمیر کی نگرانی کی سعادت بھی مرحوم نے حاصل کی۔

6۔ انجمن خدام القرآن جھنگ کے زیر انتظام قرآن اکیڈمی جھنگ میں قومی اور ملّی ایام پر خصوصی تقریبات کے انعقاد کا اہتمام بھی کیا جاتا رہا ہے جن میں معروف شخصیات کو خطاب کے لیے مدعو کیا جاتا تھا۔

7۔ نامور اسلامی شخصیات پر سیمینار (Seminars) کا اہتمام ہوتا تھا۔

8۔ انجمن کے ذیلی ادارے مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ سے مطبوعات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ حکمت بالغہ کے نام سے ماہانہ شمارہ ایک عرصہ سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اور انجینئر مختار فاروقی صاحب کی متعدد تصنیفات شائع ہوئیں۔

9۔ قرآنی تعلیمات کی دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں فاروقی صاحب نے کبھی موسم کی ناہمواری کو رکاوٹ نہ بننے دیا۔ناچیز نے ان کے ہمراہ کئی بار لیہ کا سفر کیا، وہاں ہمارے میزبان

چودھری صادق علی صاحب ہوتے تھے، دینی پروگرام بالعموم ان کی رہائش گاہ پر ہوتے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس انجمن کو اس کے مقاصد کے حصول کی جدوجہد میں کارکنان خصوصاً صدر انجمن عبداللہ اسماعیل صاحب کو توفیق دے کہ وہ استقامت کے ساتھ اس دینی ذمہ داری کو نبھاسکیں۔ آمین

## 5 محمد امین چودھری (ملتان)

انجینئر مختار حسین فاروقی رحمہ اللہ سے کئی سالوں سے دینی تعلق رہا وہ ایک علمی شخصیت کے ساتھ ساتھ عملی طور پر کچھ کر گزرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ شاید اسی وجہ علامہ اقبال رحمہ اللہ کی شخصیت و شاعری سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ ہماری تحریک ''قرآن کریم و اُسوۂ حسنہ ﷺ'' کے سلسلہ میں ملتان اور حافظ آباد وغیرہ میں لیکچر بھی دیے۔ قرآن کریم سے بہت زیادہ لگاؤ تھا۔ ہر مسئلے، مشکل، فتنہ وغیرہ وغیرہ کا حل قرآن کریم کی تعلیمات اور ان پر عمل کو ہی سمجھتے تھے۔ اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

## 6 ڈاکٹر محمود الحسن اویسی (فیصل آباد)

یہ بات میرے لیے ہمیشہ ایک مُعمّا بنی رہی کہ فاروقی صاحب جیسی بلند قامت شخصیت نے جھنگ کو اپنی فکر اور محنت کا مرکز بنایا تو یہ کتنا بڑا پتھر تھا جو انہوں نے اپنے پیٹ پر باندھا حالانکہ ملک کے تمام بڑے بڑے شہر جو علمی مراکز رہے ہیں وہ ایسی تحریکوں کے لیے بڑی زرخیز زمینیں گردانی جاتی ہیں اور تنگیٔ داماں کا علاج بھی ممکن تھا، ان کو انہوں نے درخور اعتنا نہ سمجھا۔ یہی کام اور اتنی محنت لاہور کراچی یا اسلام آباد جیسے شہروں میں کی جاتی تو نتائج کے لحاظ سے معاملہ مختلف ضرور ہوتا۔

میں انہیں زمانہ طالب علمی سے جانتا ہوں وہ درسِ قرآن کے سلسلے میں انجینئرنگ یونیورسٹی سے ہمارے ہوسٹل نزد پنجاب یورسٹی اولڈ کیمپس تشریف لاتے تھے، ان کے طرز خطابت سے بہت متاثر تھا اگرچہ وہ اپنی نوجوانی کے بھی اولین مراحل میں تھے۔ میں نے انجمن خدام القرآن کے کئی دوسرے اصحاب کی تقاریر بھی سنیں لیکن جو چاشنی، روانی اور فصاحت ان کے خطاب میں ہوتی تھی وہ ڈاکٹر اسرار احمد کے بعد کسی اور میں عنقا تھی۔ اب جو شخص سید ابوالاعلیٰ مودودی، ابوالکلام آزاد اور حمید الدین فراہی کی روشن کردہ شمع کا علم بردار ہو، خطابت میں ڈاکٹر اسرار احمد کا

جانشین ہو اس نے جھنگ ہی کو انجمن اور تنظیم اسلامی کا مرکز کس مصلحت کے تحت قرار دیا؟ یہ ان کے خلوص کا بین ثبوت ہے کہ انہیں ذاتی بلند مرتبت یا تشہیر کی ضرورت ہرگز نہ تھی۔ اس وقت سوشل میڈیا کا دور ابھی نہیں آیا تھا۔ ذرائع ابلاغ صرف اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹی وی کی حد تک محدود تھے۔ انہیں اگر اپنی ذات کی شہرت اور عوامی مقبولیت کی ضرورت ہوتی تو ان میں سے کسی کے استعمال کی کوئی نہ کوئی صورت نکال لیتے۔ انہوں نے یہ کام دینی خدمت اور فریضہ سمجھ کر کیا، نہ کہ ذاتی شہریت اور مالی منفعت کا ذریعہ سمجھ کر بلکہ اس کے برعکس اپنی زندگی کی تمام جمع پونجی انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی پر لگا دی۔

جیسے ان کا منفرد انداز خطابت تھا وہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اپنا کوئی دینی پروگرام پیش کرنے کی کوئی نہ کوئی صورت نکال لیتے، لیکن انہوں نے اسے اپنی دینی حمیت اور طبع کے خلاف سمجھا اور کبھی اس طرف سوچا اور کسی سے اس موضوع پر گفتگو تک کرنا گوارہ نہ کیا۔

جس دن تنظیم اسلامی کی بنیاد K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور میں رکھی گئی تھی جو کہ انجمن خدام القرآن کا مرکزی دفتر تھا، ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب بھی چند دوسرے ساتھیوں کی معیت میں اس اجلاس میں شرکت کے لیے گئے تھے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے تنظیم کے اغراض و مقاصد پر کئی گھنٹوں پر محیط طویل خطاب کیا۔ اس میں غالباً ڈاکٹر اسرار صاحب کا جانشین کون ہوگا اس پر بھی انہوں نے کافی دیر گفتگو کی۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے انتہائی جن قریبی اور سرکردہ افراد کا ذکر ان کے خوبیوں کے ساتھ کیا، ان میں مختار حسین فاروقی صاحب کا ذکر سرفہرست تھا۔ فاروقی صاحب کے درس قرآن اور انداز خطابت سے تو میں پہلے بہت متاثر تھا کیونکہ وہ باقاعدہ ہفتہ وار درس قرآن ہمارے ہوسٹل میں آ کر دیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے جہاں ان کی دیگر خوبیوں کا ذکر کیا وہاں انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ میرے چند ابتدائی شاگردوں میں سے ایک ہیں۔ تنظیم کی سربراہی کے لیے جن افراد کا نام اور تعارف کرایا گیا تھا فاروقی صاحب کا نام اس میں بھی سب سے مقدم تھا۔

میں نے انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے بیشتر ارکان کو بڑے قریب سے دیکھا جو کارکردگی میں سرکردہ تھے ان کے اسلوب نگارش اور طرز خطابت پر غور کیا، اس سے میں نے یہی نتیجہ نکالا کہ ڈاکٹر صاحب کے بعد ملکی اور عالمی لیول پر انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کی صحیح

طور پر آبیاری کر سکتا تھا تو وہ صرف مختار حسین فاروقی صاحب ہی ہیں۔ میں خاص طور پر ان کی خطیبانہ صلاحیتوں کی بنا پر استدلال کر رہا ہوں۔ آج ہمیں اس میدان میں بہت بڑا خلا نظر آ رہا ہے۔ یہ میں نے اور کئی اور لوگوں نے خاص طور پر محسوس کیا تاہم اس کا برملا اظہار کبھی نہ کیا یہ سمجھتے ہوئے اور امید کرتے ہوئے کہ ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں نہیں تو ان کے وصال کے بعد مرکزی باگ ڈور شاید فاروقی صاحب کو سونپ دی جائے گی مگر 2010ء کے بعد اب تک ہمیں وہی قحط الرجال کی سی کیفیت نظر آ رہی ہے اور مستقبل قریب میں نئی سحر طلوع ہونے کے آثار بھی مفقود ہی ہیں۔ جسے میں تو اپنی قومی بدبختی تصور کرتا ہوں۔ اگر ڈاکٹر صاحب کے بعد فوری طور پر فاروقی صاحب کو ان کا جانشین بنا دیا جاتا تو یہ سفر بہتر طور پر جاری رکھا جا سکتا تھا۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا فاروقی صاحب کے بعد اس داستان کا آخری باب بھی ختم ہو گیا ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں میں ایک خطابت کا دور تھا اور ایک کتابت اور قلم کا دور تھا۔ خطابت کے سرخیل سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری اور قلم کے سرخیل ابوالکلام آزاد اور سید ابوالاعلیٰ مودودی تھے۔ ان کے بعد جو خلا پیدا ہوا وہ ڈاکٹر اسرار احمد نے پورا کیے رکھا اور عوام کو تشنگی کا احساس نہ ہونے دیا۔ ڈاکٹر صاحب کے بعد اگر یہ خلا پر کر سکتے تھے تو وہ مختار حسین فاروقی تھے مگر پتہ نہیں کن ناگفتہ بہ وجوہات کی بنا پر انہوں نے خود کو جھنگ تک محدود کر لیا۔ ڈاکٹر صاحب اپنے مخصوص موضوعات میں سے ایک 'مسلمان امتوں کے عروج و زوال کی داستان' سناتے تھے بعد میں اسے مسلمان امتوں کا ماضی حال اور مستقبل کے عنوان سے ایک کتابی صورت بھی دی۔ یہی چیز جب فاروقی صاحب کسی مجمع میں عروج و زوال کی کہانی بیان کرتے تو ایک سماں باندھ دیتے تھے مگر بصد حیف کہ مسلمانوں کے عروج و زوال کی کہانی سنانے والے بھی ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔

**7 محمد رشید عمر (فیصل آباد)**

## آواز دوست

ایک ایسے علاقہ (جھنگ) میں جس میں فرقہ بندی کی تقسیم جو اپنی ایک تاریخ رکھتی ہو اپنی پوری قوت کے ساتھ موجود ہو اور شہر کی مضافاتی رہائشی کالونی جس میں آباد کاری کے آثار اُبھرے نہ ہوں اور اس رقبہ کے بالمقابل سڑک کی دوسری جانب ایک بھاری بھر کم مروّجہ دینی

تصورات تزکیہ اور تصوف کی مبلغ شخصیت کا ایک فعال مرکز ہو اس علاقہ میں اقامت دین کی تحریک اٹھانے کے لیے قرآن اکیڈمی کے قیام کے منصوبہ کو نہ صرف پایۂ تکمیل تک پہنچانا بلکہ اس کو پوری قوت کے ساتھ فعال کر دینا ایک غیر معمولی صلاحیتوں کی شخصیت کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ محترم مختار حسین فاروقی (مرحوم) صاحب نے یہ کام کر دکھایا۔ قرآن اکیڈمی جھنگ کا قیام ایک معجزے سے کم نہیں۔ جبکہ ان کی مالی حالت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ دورانِ سفر کبھی کبھی ہمیں مارکیٹ میں کھانے پینے کی ان چیزوں کے ریٹ بتاتے جو ہمارے خواب و خیال میں بھی کھانے پینے کی چیزوں کی فہرست میں نہیں آتی تھیں مثلاً نکو چاول (مونجی سے چاول نکال لینے کے بعد چاول کے جو چھوٹے سے ٹکڑے بچ جاتے ہیں اور ان کو بعد میں بھوسے سے الگ کیا جاتا ہے) اڑھائی روپے ملتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا تھا کہ وہ اچھی قسم کا چاول خرید کر بچوں کو نہیں کھلا سکتے اسی طرح کی کم قیمت چیزیں خود بھی اور بچوں کے پیٹ بھرنے کے لیے استعمال کرتے۔ البتہ مہمانوں کی خدمت کے لیے بساط سے بڑھ کر عمدہ کھانے کی چیزوں سے دستر خوان کو سجاتے۔ کہا کرتے تھے کہ میرے بچے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! ہمارے گھر میں مہمان بھیج دے۔ ان حالات میں انہوں نے قرآن اکیڈمی جھنگ کی بنیاد رکھی اور مکمل کر دیا اور پورے زور و شور سے تعلیمی اور تربیتی سرگرمیاں جاری کر دیں۔

راقم ناچیز کو ایک لمبا عرصہ جو بیس پچیس سالوں پر محیط ہے، تنظیم اسلامی کے ایک حلقہ کی امارت کی خدمت کا موقع ملا۔ بانی محترم کے ساتھ مجالس مشاورت میں بار بار ہمیں اکٹھے شرکت کے مواقع میسر رہے۔ محترم فاروقی صاحب نہ صرف شب بیدار تھے بلکہ دل بیدار کے مالک بھی تھے۔ دورانِ مشاورت ان کی پیش کردہ آراء پر رشک آتا کہ ہمیں یہ نکتہ کیوں نہیں سوجھا۔ مختلف تربیت گاہوں میں کلام اقبال پڑھانا تاریخ اسلام بیان کرنا اور بنی اسرائیل کے عروج و زوال کے ساتھ مسلمانوں کے عروج و زوال کا نقشہ کھینچ کر سمجھانا یہ ان کا کمال تھا۔ جس فکر اور عمل کو انھوں نے اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا اسی کے مطابق اپنی اولاد کی بھی تربیت کی۔ چنانچہ مرکز تنظیم کی طرف سے تحریک خلافت کی اضافی ذمہ داری اور قرآن اکیڈمی کی مصروفیات کی بنا پر جھنگ میں تنظیمی سرگرمیوں کی سیٹ خالی ہوئی تو راقم نے لمبے چوڑے مشوروں اور سوچ فکر کے بغیر مقامی تنظیم کی

امارت کے لیے ان کے فرزند عبداللہ اسماعیل کے نام کی سفارش کی جسے قبول کرلیا گیا اور آج تک وہ اوران کے بڑے بھائی ان کی امارت میں ان تمام ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھا رہے ہیں، جس کی عملی مثال یہ مؤثر جریدہ ہے جس کا آپ مطالعہ کررہے ہیں، اس کو دیکھ کراور پڑھ کر ان دونوں بھائیوں اور ان مخلص ساتھیوں، جن کو اللہ تعالیٰ نے مختار حسین فاروقی (مرحوم) صاحب کے ساتھ جوڑا تھا، کے فکروعمل کے ثمرات کا اندازہ لگا سکتے۔ اللہ تعالیٰ اس خیر کے چشمے کو تا قیامت جاری وساری رکھے۔ آمین

**8 ابوفیصل محمد منظور انور (سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ)**

## الحمدللہ انجمن خدام القرآن جھنگ کے پچیس سال مکمل

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کا قیام معروف مذہبی سکالر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کی سربراہی میں 1972ء میں ہوا تھا جبکہ انجمن خدام القرآن جھنگ کا قیام انجینئر مختار حسین فاروقی مرحوم کی سربراہی میں 1998ء میں عمل میں لایا گیا تھا۔ تاہم اس کی رجسٹریشن کا عمل 2002ء میں مکمل ہوا تھا۔ اس کی مجلس شوریٰ کے ممبران کی تعداد 14 ہے۔ راقم گزشتہ بارہ سال سے مجلس شوریٰ کا رکن ہے اور انجمن ہٰذا کے زیرِ اہتمام ہونے والے ہر اجلاس اور پروگرام میں شرکت کرتا رہا ہے۔ جنوری 2007ء میں حکمت بالغہ رسالے کا آغاز ہوگیا تو گاہے بگاہے محترم فاروقی صاحب سے اس کی اشاعت بارے گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ میں بالآخر اس میں اپنے مضامین لکھنے پر راضی ہوگیا اور تا حال باقاعدگی سے ''اذانِ حق'' کے نام سے لکھتا ہوں۔ بعدازاں مجھے حکمت بالغہ کی ادارت میں مشاورتی بورڈ کا رکن بنا دیا گیا۔ مجلس شوریٰ کے اجلاس ہر تین ماہ بعد باقاعدگی سے منعقد ہوتے ہیں جس میں انجمن کے ممبران کی کارکردگی اور دیگر مسائل پر گفتگو ہوتی ہے۔ ہر جمعۃ المبارک کو نماز جمعہ سے قبل 11 بجے ترجمۃ القرآن کی نشست مستقل طور پر قرآن اکیڈمی جھنگ میں کئی سالوں سے جاری وساری ہے۔ پہلے بانی انجمن جناب مختار حسین فاروقی صاحب مرحوم ترجمہ وتفسیر بیان کرتے تھے۔ اب ان کے انتقال پر ملال کے بعد یہ فریضہ ان کے فرزند انجینئر عبداللہ اسماعیل صاحب ادا کررہے ہیں۔ اس کلاس میں تقریباً 40-50 افراد شرکت کرتے ہیں۔ ''پھر سوئے حرم لے چل'' کے عنوان سے اب تک 74 پچیس روزہ قرآن فہمی کورس

ہو چکے ہیں جس سے ہزاروں افراد مستفیض ہو چکے ہیں۔ انجمن کے زیر انتظام ہر مہینے میں جھنگ شہر کے مختلف علاقوں صدر، سٹی اور سیٹلائٹ ٹاؤن میں تقریباً بیس مقامات پر دروس قرآن کی محافل منعقد ہوتی ہیں جن میں مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شرکت کر کے اپنی دینی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔ انجمن خدام القرآن جھنگ کے تعارف اور حقوق قرآن مجید سے آگاہی کے سلسلے میں عرصہ دس سال سے ناظم اعلیٰ جناب ملک عبدالمجید کھوکھر اور راقم محمد منظور انور ہفتے میں پانچ دن شہر کے مختلف اداروں جن میں مختلف کالجز، سکول اور سرکاری غیر سرکاری اداروں کے سٹاف سے اہم شخصیات سے ملاقاتیں کر کے ان کو قرآن اکیڈمی کے تحت شائع ہونے والی مختلف کتابیں اور حقوقِ قرآن سے متعلق کتابچہ مفت تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی جھنگ کے مختلف سرکاری ضلعی افسران سے ملاقاتیں کر کے انھیں قرآن مجید کے حقوق سے آگاہی کے کتابچے فراہم کر کے انھیں یاد دہانی کروائی جاتی ہے کہ کتاب اللہ قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا اور اس کے حقوق ادا کرنا یہ کسی ایک فرد یا مولوی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ ہم سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس بارے حدیث رسول اللہ ﷺ ہے کہ ''تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے'' لہٰذا ہر مسلمان قرآن مجید کو ترجمے کے ساتھ سمجھ کر پڑھے۔ سال 2014ء سے لے کر اکتوبر 2023ء تک تقریباً چودہ ہزار افراد تک کتابچے حقوق قرآن تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ انجمن کے زیر اہتمام کئی سیمینار منعقد ہوتے رہے ہیں جن میں بزم اقبال کے تحت شہر کے کالجز کے مابین اقبالیات کے مقابلے کروائے گئے اور اہم شخصیات کو بلایا گیا احسن کارکردگی پر شرکا میں انعامات تقسیم کئے گئے ہیں۔ حسب دستور انجمن کا سالانہ اجلاس ستمبر 2023ء میں منعقد ہوا جس میں سالانہ رپورٹ پیش کی گئی اور ادارے کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔ علاقے میں اپنی نوعیت کا یہ واحد دینی ادارہ ہے جو فرقہ واریت اور سیاسی عزائم سے ہٹ کر فقط قرآن مجید کی تعلیم اور ترویج کیلئے سرگرم عمل ہے۔ میری استدعا ہے کہ ہمارے چھوٹے بڑے اور نوجوان اس ادارے کی لائبریری سے استفادہ کیلئے آئیں اور جمعۃ المبارک کے روز قرآن کلاس میں شرکت کریں۔

# انجمن سے تعاون کیسے؟

'انجمن خُدّام القرآن' کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ انجمن قرآنِ حکیم کی خدمت کا ایک ادارہ ہے، یہ رجوع اِلی القرآن کی ایک تحریک ہے یعنی اس ادارے کا کام ہے لوگوں کو قرآن مجید کی طرف متوجہ کرنا، قرآن مجید کے مطالعہ کی رغبت اور شوق دلانا، قرآنی علوم کی عمومی نشرواشاعت کرنا اور ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم وتربیت کرنا جو قرآن مجید کے تعلّم وتعلیم کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں۔ رسول اکرم ﷺ کے فرمان (خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهٗ) کے مطابق مسلمانوں میں سے یہ کام کرنے والے سب سے بہترین لوگ ہیں۔

اس ادارے کے زیرِانتظام قرآن اکیڈمی جھنگ کا قیام بھی اسی لیے ہے کہ قرآن حکیم کے فلسفہ وحکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کیا جاسکے۔ اسی مقصد کے حصول کے انجمن کے تحت عربی کلاسیں، 25 روزہ قرآن فہمی کورسز، مختلف مقامات پر دروسِ قرآن، دروسِ حدیث، ناظرہ قرآن کلاس، سلسلہ وار ترجمۃ القرآن اور رمضان المبارک میں دورۂ ترجمۃ القرآن کی نشستیں، خواتین کے لیے تربیتی پروگرام، جمعۃ المبارک کے خطابات، محاضرات اور سیمینارز کا انعقاد، رسائل و جرائد کی نشرو اشاعت اور کتابوں کی طباعت، دینی لٹریچر کی فراہمی اور دیگر سرگرمیاں انجام دی جارہی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ یہ عظیم کام اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ہورہا ہے اور وہی جس کو چاہتا ہے اس کے لیے قبول کرتا ہے، البتہ یہ دنیا عالم اسباب ہے اور یہاں جو کام بھی کیا جائے اس کے لیے اسباب ووسائل درکار ہوتے ہیں۔ دین کی خدمت کرنے والے ادارے بھی لوگوں کے

تعاون سے قرآن وسنّت اور دین متین کی خدمت کی ذمہ داری ادا کر پاتے ہیں اور ایسے اداروں سے تعاون کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری بھی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى (المائدۃ:۲)

’’اورتم نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے پر ایک دوسرے سے تعاون کرو‘‘۔

انجمن خدام القرآن جھنگ بھی لوگوں کے تعاون کا خیر مقدم کرتی ہے اور اپنے مقاصد سے اتفاق رکھنے والے حضرات سے اپیل کرتی ہے کہ وہ انجمن کے ممبر بنیں اور ان مقاصد کے حصول کے لیے اپنا ہر ممکن تعاون پیش کریں۔جو شخص بھی انجمن سے تعاون کا فیصلہ کرے اس کے لیے اس کی ممکنہ صورتیں درج ذیل ہیں:

### 1۔ عملی تعاون

- انجمن کے زیر اہتمام ہونے والے پروگراموں میں خود شریک ہوکر ان سے استفادہ کیا جائے اور ان کی رونق کو بڑھایا جائے۔ یہ مجلسیں بڑی بابرکت ہوتی ہیں ان میں شرکت
- کرنے والے ان برکتوں کو حاصل کر لیتے ہیں۔احادیث مبارکہ ایسی مجالس میں شریک ہونے والوں کے لیے بڑے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ایک حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:’’جو قوم اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں جمع ہوکر اللہ کی کتاب کا درس سنتی اور سناتی ہے اس پر سکینہ نازل ہوتی ہے، رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کا ذکر ان فرشتوں سے کرتا ہے جو اس کے پاس موجود ہوتے ہیں‘‘۔
- اپنے دوست احباب کو ان پروگراموں شرکت کی دعوت دی جائے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے: اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ (نیکی کے کام کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کے برابر ہوتا ہے)۔
- اپنے حلقہ احباب کے لیے درسِ قرآن کی نشستوں کا انتظام کیا جائے۔
- انجمن کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے دروسِ قرآن، قرآن فہمی کورسز، عربی کلاسز، سیمینارز اور دیگر دینی پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے بھی ہر ممکن کوشش کی جائے۔
- ماہنامہ حکمت بالغہ اور انجمن کی مطبوعات کو اپنے مطالعہ کے لیے خریدا جائے

اور اہلِ علم اور دوستوں کو خرید کر بطور تحفہ دی جائیں۔

- انجمن کی بہتری اور ترقی کے لیے دعائیں کی جائیں۔

### 2۔ مالی تعاون

- انجمن کا ممبر شپ فارم پر کر کے مع ممبر شپ فیس (حسب استطاعت) دفتر میں جمع کر کے ہر ماہ زرِ تعاون (حسب استطاعت) جاری رکھا جائے۔
- اپنے اہل خانہ و مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے بھی زرِ تعاون جاری کیا جائے۔
- اپنے اہل خانہ، رشتہ دار اور دوست احباب کو انجمن کی ممبر شپ اختیار کر کے تعاون جاری کرنے کی ترغیب دی جائے۔
- خاص مواقع پر (مثلاً ماہ رمضان کے پروگرام، خصوصی سیمینارز وغیرہ کے لیے) خصوصی تعاون کا اہتمام کیا جائے۔

### 3۔ تعاون کا ایک اعلیٰ درجہ

قرآن مجید کے درس و تدریس اور تعلیم و تعلّم میں عملی اور مالی تعاون سے بڑھ کر ایک اور اعلیٰ درجہ جانی تعاون کا ہے یعنی اپنا وقت اور اپنی ذہنی و جسمانی صلاحیتیں قرآن مجید کے علوم کی نشر و اشاعت کے لیے لگائی جائیں۔ کیونکہ ہر کام میں سرمائے کے ساتھ مردانِ کار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنی زندگی کا ایک قابل قدر حصہ قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے میں لگایا جائے۔

جو حضرات اللہ تعالیٰ کی رضا اور اپنی اُخروی فلاح حاصل کرنے کے جذبہ سے جتنا تعاون کریں گے بلاشبہ ان کو اللہ تعالیٰ اس کا بہترین اجر عطا فرمائے گا، اور ان شاء اللہ انجمن کے زیرِ انتظام ہونے والی تمام دینی سرگرمیوں میں ان کا صدقہ جاریہ کا حصہ بھی ہوگا۔

اَلسَّعْیُ مِنَّا وَ الْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰه

(ہمارا کام ہے کوشش کرنا اور اللہ جب چاہے گا کام ہو جائے گا)

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے! (القرآن)

# اُمّتِ کے زوال کا سبب اور حل

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ مالٹا کی چار سالہ جیل سے رہائی کے بعد واپس تشریف لائے تو فرمایا:

”میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے: ایک ان کا قرآن چھوڑ دینا، دوسرے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لیے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لیے لفظی تعلیم کے مکاتب ہر بستی بستی میں قائم کیے جائیں۔ بڑوں کو عوامی درسِ قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔“

(ماخوذ از ’وحدتِ اُمت‘ تالیف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

# انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

کے قیام کا مقصد

منبعِ ایمان ــــ اور ــــ سرچشمۂ یقین

## قرآنِ حکیم کے علم و حکمت کی

وسیع پیمانے پر ــــ اور ــــ اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر و اشاعت ہے

تاکہ اُمتِ مُسلمہ کے فہیم عناصر میں

تجدیدِ ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے

اور شاید اس طرح رسالتِ محمدی ﷺ کی منطقی انتہاء یعنی

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ ــــ اور ــــ غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی

کی راہ ہموار ہو سکے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہ (القرآن)

Vol 17
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
DECEMBER 2023
No 12

# فکرِ فاروقیؒ

انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ ایک خدمت خلق کا ادارہ ہے اور اس کا دائرہ کار لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم سے روشناس کرانا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ دورِ حاضر میں زندگی کے ہر شعبہ میں بنیادی کردار (ROLE) ادا کر رہا ہے اور ہر سطح پر قوت فیصلہ وقوت نافذہ اسی طبقے کے ہاتھ میں ہے۔ حکومت، فوج، بیوروکریسی، عدلیہ، لوکل گورنمنٹ کے تمام شعبے حتیٰ کہ صنعت وتجارت اور کاروبار وزراعت سمیت سب جگہ جدید تعلیم کو کلیدی مقام حاصل ہے اور یوں جدید تعلیم یافتہ طبقہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ علماء کرام کا اپنا ایک مقام ہے اور دائرہ کار ہے اور مذہبی معاملات میں فیصلہ کن بھی ہے تاہم ان کا ROLE عملی طور پر معاشرے کے کسی حصے اور زندگی کے کسی شعبے میں نمایاں نہیں ہے۔ مغربی فکر اور تہذیب نے میڈیا کے ذریعے ہر چہار طرف سے ایسی یلغار کر رکھی ہے کہ عوام کا بچنا تو محال تھا ہی خود علماء کرام کی اولادیں اور اگلی نسل اس سے کلیتاً بچی ہوئی نظر نہیں آتی (اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فتنۂ دجال کے دور میں اس مغربی تہذیب کے شر سے بچائے اور ایمان کو بچانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین)

انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ کے تحت قرآن اکیڈمی اس جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں قرآن مجید کی تعلیمات کے فروغ کے لیے کوشاں ہے اور اس کی ساری سرگرمیوں کا ہدف یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ بالخصوص نوجوان نسل کو مغربی تہذیب کی دلدل سے نکال کر قرآن مجید سے روشناس کرایا جائے اور ان کے قلوب واذہان میں دین پر عمل کرنے کا جذبہ، اتباعِ رسول ﷺ کا شوق اور مسلمان زندہ رہنے اور مسلمان کی 'موت' کی آرزو پیدا ہو جائے۔ قرآن مجید میں اس شوق اور طرز عمل کا تذکرہ اس طرح آیا ہے:

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O (الانعام:162)

"بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے"۔

(حکمت بالغہ اپریل 2008ء)